مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اگست ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر: چوہد
پرنٹر: قاضی
مطبع: ضیاء
مقامِ اشاعت
کتابت: حمید

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۶۵ ہش

اگست ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت: حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۸

شرحِ چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر	”
	” بحری ”	آٹھ	” ”
دیگر ممالک	” ہوائی ”	چھ پونڈ	”
	” بحری ”	تین	” ”

قیمت فی پرچہ: دو روپے

اداریہ

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے مری بات

جشنِ آزادی

۱۴ اگست! یومِ تأسیس آبادی! روزِ جشنِ آزادی! جس دن ایک خواب حقیقت بنا ایک تخیل نے تعبیر پائی! مسلمانوں کی دلی آرزوؤں کو تجسم ملا اور آزادی کے بند غنچوں کو تبسم ملا! وہ پیرِ مغاں! عزم و ہمت جواں! سالارِ کارواں! قلب و نظر میں وسعت اور گہرائی! بصیرت و فکر میں ندرت اور گیرائی! جو صدقِ نیت سے یہ علمِ حریت لئے رواں دواں رہا:-

"مسلم لیگ اور میں نے بار بار اِس امر کو واضح کر دیا ہے کہ ہم ہر مسلمان فرقے اور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ انصاف اور حُسنِ سلوک کے علمبردار ہیں مسلم لیگ کے لئے جملہ مذاہب اور فرقوں کی آزادی کا بنیادی اصول ایک عہد کا درجہ رکھتا ہے اور وہ شروع ہی سے اس کی پابند ہے مسلم لیگ مسلمانوں کے کسی فرقہ یا غیر مسلموں کے مذہب اور عقائد میں کبھی مداخلت نہیں کرے گی۔"

(مسٹر جناح کی بعض حالیہ تحریرات اور تقاریر جلد دوم صـ ۳۰۲)

کتنا باوقار اعلان، اسلامی تعلیم کا عرفان، مساواتِ محمدیؐ کا وجدان، بین الاقوامی شعور کا ترجمان! جس کا ہر ہر لفظ اکی عظیم الشان علوم تبت اور سیاسی تدبر و فراست کا آئینہ دار ہے۔ آزادئ ضمیر، آزادئ افکار و نظریات، آزادئ اظہارِ رائے، آزادئ عقیدہ، آزادئ مذہب، مذہبی رواداری اس آئینے کا منشوری خاکہ ہیں اور انہی رنگوں سے تو کشورِ حسین کی زیبائش مقصود تھی۔

آج پھر ۱۴ اگست! یومِ جشنِ آزادی! جسے صرف ذرائع ابلاغ کی چشمِ رسا دیکھ سکی۔ خودغرضی اور ذاتی مفاد میں محبوس، ریاکاری کے پردوں میں ملبوس اس آزادی کو صرف ایک خاص زاویۂ نگاہ ہی تو بھانپ سکی۔ یا اب آزادی کا پیمانہ بدل گیا ہے۔ زبانوں پر پہرے ہیں تو عبادت گاہوں پر تالے! اظہارِ رائے پر قدغن ہے تو بیانِ عقیدہ پر قید و سجن! مذہبی رواداری مفقود ہے تو خیر کے راستے مسدود! حتّٰی کہ کلمہ گوئی ایک جُرم ہے اور اذان دینا ظلم! محبِ وطن شہری کی نہ جان محفوظ ہے نہ ایمان! ایسے محبّ وطن جنہوں نے کھال نہیں بدلی بلکہ شروع سے ہی وفاشعاری، اخلاص اور محنتِ شاقہ سے وطن اور قوم کی بے لَوث

خدمت میں مصروف رہے۔ پرچم پاکستان کی سبزی انہیں کے عرق اور پسینہ کی رہینِ منت ہے۔ ستارے اور ہلال کی سفیدی میں انہیں کی محنتِ شاقہ کی تابانیاں ہیں اور اس کی خشبِ سُرخ میں انہیں کے لہو کی سُرخی ٹپک رہی ہے۔ ہاں وہی جاں نثار محبِ وطن جنہوں نے ہر کامیاب محاذِ جنگ کی صفِ اوّل میں جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے غازۂ خون سے عروسِ کشور پاک کو سجایا۔

ایسے قابلِ فخر محبِ وطن سپوت جنہوں نے اپنی فکری اور ذہنی کاوشوں کو ارضِ پاک کی عظمت اور بین الاقوامی حیثیت کو دوبالا کرنے میں صرف کیا۔ یہ افسانے نہیں تاریخی حقائق ہیں۔ صرفِ نظر کر کے ان حقائق کی چمک دمک کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تاریخِ پاکستان کے وہ روشن ابواب ہیں جن سے قائدِ اعظم کی روح تابندہ ہے —— کاش آج ان کی قدر وقیمت پہچانی جاتی۔

واۓ ناکامی ..... احساسِ زیاں جاتا رہا

● حق گوئی اور اعزاز

"فرعون نے (اہلِ دربار سے) کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو مَیں موسٰی کو قتل کر ڈالوں اور اُس کو چاہیئے کہ اپنے ربّ کو (مدد کے لئے) پکارے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی (نہ) پھیلا دے اور موسٰی نے (جب یہ بات سُنی تو) کہا کہ مَیں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خر دماغ شخص (کے شر) سے جو روزِ حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ اور (اس مجلسِ مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور اب تک) اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے کہا کیا تم ایک شخص کو (محض) اِس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے ربّ کی طرف سے (اِس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچّا ہُوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا۔ اگر (ان کے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آپڑا۔ فرعون نے (یہ تقریر سُنکر جواب میں) کہا کہ مَیں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ ان کا قتل ہی مناسب ہے) اور مَیں تم کو عین طریق

مصلحت بتاتا ہوں۔

اور اس مومن نے کہا صاحبو! مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے جیسا قومِ نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں (یعنی قومِ لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا۔ اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور صاحبو! مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہوں گی۔ جس روز (موقف حساب سے) پُشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے (اور اس وقت) تم کو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس کو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور اس کے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوّت کے) لے کر آچکے ہیں۔ سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے۔ حتیٰ کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ آپے سے باہر ہو جانے والوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ اس (کج بحثی) سے خدا تعالیٰ کو بھی نفرت ہے اور مومنین کو بھی (اور) اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مُہر کر دیتا ہے ..... اور اسی طرح فرعون کی (اور) بدکرداریاں بھی اس کو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور (سیدھے) رستہ سے رُک گیا اور فرعون کی (ہر) تدبیر غارت ہی گئی۔

اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں۔ اے بھائیو! یہ دنیوی زندگانی محض حظ چند روزہ ہے اور (اصل) ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے (جہاں جزاء کا یہ قانون ہے کہ) جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی بدلہ ملتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب اُن کو رزق ملے گا۔ اور اے میرے بھائیو! یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو (طریق) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بُلاتے ہو (یعنی) تم مجھ کو اس بات کی طرف بُلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس (کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ اور میں تم کو (باقی دیکھیں ص۲۴ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ر جون ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۱ کی تلاوت فرمائی اس کے بعد پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر گزرنے والے حالات کا تجزیہ و تذکرہ فرمایا۔

حضور نے فرمایا ہمارے دین کا تصور تو یہ ہے کہ ہم خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔ جو کچھ اس نے ہم پر فرض کیا ہے وہ ہم پر فرض ہو گیا ہے اس کے بالمقابل کسی غیر اللہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ لوگوں کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ مذہب تو خدا بنایا کرتا ہے اس لئے ہم غیر اللہ کے منکر ہیں اور لاکھ مرتبہ نہیں کروڑوں مرتبہ ہر احمدی اپنے عمل کے ذریعہ اس کا ثبوت مہیا کر رہا ہے اور وہ غیر اللہ کو قبول کرنے کے لئے کسی قیمت پر ایک لمحہ کے لئے بھی تیار نہیں ہوگا۔

حضور نے فرمایا ہم تو اپنے خدا کی تسلی چاہتے ہیں اپنے قلوب اور اپنے نفوس کی تسلی چاہتے ہیں کسی غیر اللہ کی تسلی کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اسی لئے آج یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کسی غیر اللہ کو قبول کرنا ہے یا ربّ العلمین کو خدا بنائے رکھنا ہے پس میں جماعتِ احمدیہ کے ہر فرد بشر کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ربّ العلمین ہمارا خدا ہے اور وہی ہمارا خدا رہے گا غیر اللہ کی خدائی ہمارے لئے بے حقیقت اور بے معنی ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ر جون ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے پاکستان سے آنے والی پُر درد خبر سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ خبر دردناک تو ضرور ہے مگر ویسی ہی دردناک ہے جیسی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں درد میں لپٹی ہوئی سعادتیں نصیب ہوتی رہی ہیں۔ یہ سعادت دردناک اس پہلو سے ہے کہ واقعۃً جب راہِ مولیٰ میں محض اللہ کی محبت کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی خبر

سمجھی جاتی ہے تو ایک طبعی، سچا ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ دل کو دُکھ پہنچتا ہے لیکن ایسا دُکھ نہیں جس کے ساتھ شکوہ اور واویلا وابستہ ہو اور انسان تقدیر کو بُرا بھلا کہنے لگے بلکہ یہ ایسا دُکھ ہوتا ہے جسے باوجود دُکھ ہونے کے بھی مومن اپنے دل وجان سے اِس طرح چمٹا لیتا ہے جیسے کسی اپنے پیارے عزیز کو چمٹایا جاتا ہے۔

حضور نے مزید فرمایا: خدا کی راہ میں ہر جانی قربانی کا دُکھ سعادت بھی ہوتا ہے۔ دُکھ کا پہلو تو رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے لیکن سعادت کا پہلو زندہ اور باقی رہتا ہے اور اس کی آن بان اور چمک دمک میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ دین کی راہ میں ملنے والی سعادتیں اپنے اندر یہ خصوصیت رکھتی ہیں کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ نہ صرف ان کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے بلکہ زیادہ وسیع علاقوں میں ان کا نور دکھائی دینے لگتا ہے اور دیکھنے والوں کی نظروں میں بھی وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے اور ان روحانی سعادتوں کے احترام اور عقیدت میں بھی گہرائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا: لہٰذا یہ وہ سعادت ہے جس کی خبر میں دینا چاہتا ہوں جو نہ مٹنے والی سعادت ہے۔ جو اِس دَور کی قربانیوں میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی ہے۔ ایک نیا سنگِ میل رکھ رہی ہے کیونکہ احمدی خواتین میں سے ایک پہلی خاتون ہیں جنہیں اِس دَور میں اللہ کی خاطر جان دینے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ان کا نام رخسانہ تھا اور ان کے خاوند طارق احمدی تھے لیکن طارق صاحب کا بھائی بشارت احمدی نہ تھا اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت کے خلاف بدزبانی کرتا تھا اور اپنی بھابی کو عبادت سے روکتا تھا اور احمدیہ دار الذکر میں جانے پر قتل کی دھمکیاں دیتا تھا چنانچہ عید کے روز جب رخسانہ اور طارق عید کی نماز پڑھ کر واپس آئے تو بشارت نے اپنی بھابی سے جھگڑا کیا کہ کیوں تم احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے گئی تھیں اور پھر اسی دَوران تین فائر کر کے رخسانہ کو قتل کر دیا۔

فرمایا: اس کا نتیجہ جو بھی نکلے امرِ واقع یہ ہے کہ جب بھی خدا کے نام پر کسی کو جانی قربانی پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، قاتل پر دُنیا کا قانون جاری ہو یا نہ ہو، یہ معاملہ خدا کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے اور اس وجہ سے رشتہ داروں کو بے چین ہونے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالےٰ کا جو قانون ہے وہ بہرحال چلتا ہے اور اسے چلنے سے کوئی دُنیا کی طاقت روکا نہیں کرتی اس لئے ان معاملات میں جہاں تک انتقام کا تعلق ہے جماعت کو اِس جذبہ سے الگ رہتے ہوئے اپنے درد کے جذبات کو بہتر سمتوں میں رواں کرنا چاہیئے اور اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر عمل کرتے ہوئے قوم کی ہدایت کے لئے دعا کرنی چاہیئے ان کو اگر ہدایت نصیب ہو جائے تو اس سے بہتر اور کوئی جزاء

نہیں ہو سکتی۔ کوئی اِنتقام اس طرح دل کو ٹھنڈا نہیں کر سکتا جس طرح یہ نظارہ کہ مخالفوں کے سر ندامت سے جُھکے ہوئے ہوں۔

حضور نے سورۃ حٰمٓ السجدہ کی آیت ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یہ جو عظیم ترین اور حسین ترین اِنتقام قرآن اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا ہے اس سیکھے ہوئے سبق کو ہرگز نہ بھلائیں بلکہ اسی پر قائم رہیں اِس سے بہتر سبق آپ کو کہیں اَور نظر نہیں آ سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتب میں پڑھنے والے غیروں سے سبق سیکھیں یہ ان کو زیب نہیں دیتا۔

احمدی خواتین جن کے بڑی کثرت سے اِس دعا کے لئے حضور کی خدمت میں خط آتے ہیں کہ انہیں بھی خدا کی راہ میں جانی قربانی کی سعادت نصیب ہو انہیں مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: احمدی خواتین قربانیوں میں ہرگز اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ وہ بیوگان جو پیچھے رہ گئیں ان کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ قربانی کے ثواب سے محروم رہ گئیں یہ غلط خیال ہے۔ مردوں کو خدا کی راہ میں جانی قربانی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی عظمت کے اندر ان بیواؤں کی عظمت بھی شامل ہوتی ہے۔ اسی طرح سب مائیں جن کے بیٹے اور بہنیں جن کے ویر خدا کی راہ میں مارے گئے یہ سب قربانیوں میں شامل ہیں اور عورتیں ہرگز قربانیوں میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔

پھر حضور نے قربانیوں کے اس عظیم دَور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ تین سال کے اندر پاکستان کا کوئی حصّہ باقی نہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قربانی کا موقع نہ دیا ہو۔ ہر جگہ احمدیوں نے عظیم الشان قربانی دی ہے اور احمدیت کی عزّت و ناموس کا سر جھکنے نہیں دیا اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کی محبت کے علَم کو بلند رکھا ہے۔

پھر فرمایا: اِس ساری تاریخ کو سمیٹا نہیں جا سکتا۔ دو تین سال کے اندر خدا نے جماعت کو ایسی حیرت انگیز قربانی کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ اس نے آسمان کو قربانیوں کے ستاروں سے بھر دیا ہے اور بھرتی چلی جا رہی ہے۔ حضور نے فرمایا: مَیں جب اِس مضمون پر غور کر رہا تھا تو مجھے وَلی دکنی کا شعر یاد آ گیا ہے

چلی سمتِ غیب سے اِک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخِ نہالِ دل جسے غم کہیں سو ہری رہی

فرمایا: امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ ہوا جو جنوب سے چلی یا شمال سے چلی ایک ایسی ہوا تھی جس نے احمدی چمن کے سرور کو واقعی جلا دیا۔ بہت ہی بے چینی پیدا کی۔ بے کیف کر دیا زندگی کو اِن معنوں میں کہ ہر روز

جماعت اپنے کسی بھائی، اپنی کسی بہن، اپنے کسی جدا ہونے والے کے دُکھ کو محسوس کرتی تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت اقدس بانئ سلسلہ کو نہایت ہی گندی اور غلیظ گالیاں دی جاتی تھیں اور جماعت کو صبر کی تلقین تھی۔ کوئی اس کے مقابل پر کچھ کہہ سکتا تھا نہ کر سکتا تھا۔ روزانہ احمدی گھروں تک یہ گندی آوازیں پہنچائی جاتی تھیں اور یہ ایک دن کا یا دو دن کا ابتلاء نہیں تھا سالہا سال تک مسلسل روزانہ یہ ظلم ہوتا رہا ہے۔

پس یہ کہنا ہرگز بے جا نہیں کہ ایک ایسی ہوا چلی ہے جس سے جماعت احمدیہ کے سرور کا سارا چمن جل گیا لیکن ایک شاخ نہالِ دل باقی رہی ہے وہ کلمہ طیبہ کی محبت کی شاخ نہال ہے۔ یہ ساری ہوائیں جنہوں نے سرور کے ہر چمن کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے احمدی دلوں سے اس پاک شاخ نہال کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں۔ وہ شاخ نہالِ دل بڑھتی رہی جس کی احمدی اپنے خون سے آبیاری کرتے رہے اس پر آنچ نہیں آنے دی اور آپ دیکھیں گے کہ یہی شاخ نہالِ دل ہے جو تمام دُنیا میں ایک تنومند درخت کی صورت میں اُبھرنے والی ہے جس کی شاخیں سارے عالَم سے باتیں کریں گی، زمین کے کناروں تک پہنچیں گی۔ یہی شاخ نہالِ دل ہے جو آپ کے مستقبل کی ضمانت ہے۔ کلمہ طیبہ کی محبت کی شاخ نہال ہی ہے جس نے لازماً غالب آنا ہے اور ساری دُنیا کو اپنی چھاؤں تلے لے لینا ہے دُنیا کے تمام روحانی پرندے اس کی شاخوں پر بیٹھیں گے اور اس سے روحانی رزق پائیں گے، گرمی اور سردی سے بچیں گے اور اللہ کی تسبیح و تحمید کے گیت گائیں گے اور جب ساری دُنیا اس شاخِ نہال کے عظیم الشان بننے والے درخت کی چھاؤں تلے آجائے گی تو ان سب کی دعائیں، ان سب کی حمد، ان سب کے خدا کی محبت میں گائے جانے والے گیتوں میں آپ کے دلوں کی آواز شامل رہے گی۔ خدا کی تقدیر کبھی آپ کو نہیں بھولے گی۔ ان کے ہر دل سے اُٹھنے والے نغمے میں آج کے احمدیوں کے دل کی گریہ وزاری شامل رہے گی اور خدا کے پیار کی نظر سب سے زیادہ ان گریہ وزاری کے راگوں پر پڑے گی جو ان اُٹھنے والے نغموں کے وجود میں شامل ہو چکی ہو گی۔

پس یہ بڑا ہی مبارک دَور ہے بڑا ہی سعید دَور ہے اِس لئے ایک لمحہ کے لئے بھی حوصلہ نہیں ہارنا اور صبر کے ساتھ اس راہ پر قائم رہنا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ رجون ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا: انگلستان ایک ایسا ملک ہے جس میں کروڑہا زائرین سیر و سیاحت کی غرض سے ہر سال آتے ہیں موسم گرما میں کثرت سے سیاحوں

کے دن آگئے ہیں مگر امسال ان سیاحوں میں ایسے سیاح بھی آنے والے ہیں جن کو انگلستان کے سبزہ زاروں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کی سیر کی غرض دنیا کے ہر سیر کرنے والے کی غرض سے مختلف ہوگی انگلستان کے بھاگ جاگ گئے کیونکہ انگلستان جیسی سرزمین میں وہ محض للہ اور اس کے ذکر کو بلند کرنے کی خاطر آرہے ہیں۔ یہ جلسہ یو۔ کے کے معزز مہمان ہیں جو کبھی اس سے زیادہ ذوق وشوق سے قادیان اور پھر ربوہ جایا کرتے تھے کیونکہ احمدیت کا حقیقی مرکز امام جماعت ہے اس لئے باوجود اس کے کہ یو۔ کے کا جلسہ مرکزی نہیں پھر بھی امام جماعت کی موجودگی کی وجہ سے یہ سب لوگ بڑے ذوق وشوق سے حاضر ہونے والے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے ضمن میں جماعتِ انگلستان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا انگلستان کی طرزِ رہائش اس طرح کی ہے کہ مکانوں میں اس کثرت سے مہمانوں کو نہیں ٹھہرایا جاسکتا جیساکہ ربوہ یا قادیان میں۔ لیکن جتنے بھی کثرت سے مہمانوں کو ٹھہرا سکتے ہیں ان کو ضرور خوشی سے اپنے گھروں کی پیشکش کریں اور جہاں تک ممکن ہے اس سعادت سے حصّہ لیں کیونکہ وہ مہمان جو عارضی طور پر آرام میں مخل ہوں گے وہ اپنے پیچھے برکتیں چھوڑ جائیں گے۔ اس عارضی تنگی کو سعادت جانتے ہوئے اگر آپ خدا کی خاطر اسے قبول فرمائیں گے تو اس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا سایہ آپ کے سر پر رہے گا۔

کارکنوں کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگلستان کی جماعت خدمات کے لحاظ سے سب مواقع پر ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے اور کبھی یہ شکایت پیدا نہیں ہوئی کہ خدمت کے مواقع تھے لیکن جماعت آگے نہیں آئی۔ لیکن جلسے کی ضرورتیں آپ کی طاقت سے زیادہ ہیں۔ جلسے سے پہلے جلسہ گاہ کی تیاری کا بھی مرحلہ ہے۔ وہاں ہمیں بعض رضاکارانہ کام ایسے بھی کرنے پڑیں گے جو بالعموم پیشہ ور مزدور کیا کرتے ہیں اور رضاکارانہ کاموں کی روایات سے کچھ آگے نکل جاتے ہیں۔ اس وقت ٹلفورڈ میں چونکہ محنت کشوں کی کمی ہے اس لئے جو طلباء اب چھٹیوں پر ہیں اور مضبوط ہیں اگر وہ ہفتہ یا دس دن حسبِ توفیق وقف کریں تو جلسہ گاہ میں ہر وقت دس یا پندرہ نوجوانوں کا دستہ رہ سکتا ہے جو اگر اتنی محنت نہ بھی کر سکے جتنی ایک مزدور کرتا ہے تو آپس میں ایک دوسرے کا بوجھ بانٹ کر انشاءاللہ وقت کی ضرورت کو پورا کرسکیں گے۔ اسی طرح انصار اور لجنات بھی وقت دے سکتی ہیں۔

مزید فرمایا: کہ جلسے کے لئے اپنے شریف النفس دوستوں کو دعوت دینے کا کام ابھی سے شروع کر دیں۔ اس ضمن میں ایک اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جن کو آپ نے

دعوت دینی ہے نظامِ جماعت سے پتہ کر کے ان کے لئے ضروری پاس یا نشان جو بھی ان کو ملنے ہیں وہ حاصل کر لیں ورنہ بسا اوقات بڑی الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک دوست اپنے ذوق و شوق سے دوستوں کو دعوت دیتے ہیں اور پھر ان کو سنبھال نہیں سکتے اور جب وہ آتے ہیں تو رضا کار اس خیال کے پیشِ نظر کہ کہیں کوئی شرارت کی نیت سے نہ آیا ہو روکتے ہیں اور پوچھتے ہیں تو بعض دفعہ طبیعتوں پر بُرا اثر پڑتا ہے اس لئے ایسا موقع پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ اصولاً یہ بات غلط ہے کہ آپ کسی کو دعوت تو دے دیں لیکن انتظامیہ کو اس کے متعلق آگاہ نہ کریں اور ان کے لئے مناسب سہولیات حاصل نہ کر سکیں۔ دوسرے یہ نظامِ جماعت کے لئے بھی دو طرح سے نقصان دہ ہے۔ ایک یہ کہ جو مخلص دوست آئیں وہ سلسلے کے قریب آنے کی بجائے ٹھوکر کھا کر دُور بھی جا سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اگر جماعت نرمی کرے تو بعض فتنہ پرد ازوں کے لئے شرارت کے رستے کھل جاتے ہیں اس لئے اس بارے میں انگلستان کی جماعت تمام احباب کو طریقِ کار سے مطلع کر دے تاکہ آنے والے مہمان دل برداشتہ ہو کر جانے کی بجائے گرویدہ ہو کر جائیں۔

ایک اور اہم بات یعنی نظامِ حفاظت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا: ان دنوں بعض سیاح فتنہ کی غرض سے بھی آتے ہیں جو مذہبی کائنات کا لازمی جُزو ہے اس لئے بیدار مغزی کی ضرورت ہے۔ یہ جو رسمی پہرے ہیں یہ کبھی بھی دُنیا میں کامیاب نہیں ہوتے۔ ان سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوتا ہے کہ شرارت کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ہوشیاری کے ساتھ پہروں کو شکست دے کر اپنی بدنیت کو پورا کرنا چاہے تو خواہ پریذیڈنٹ آف یو۔ ایس۔ اے ہی کیوں نہ ہو اس کی حفاظت بھی یقینی نہیں ہوتی۔ پہرہ کا کتنا ہی انتظام کیوں نہ ہو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

حضور نے فرمایا: اس کے برعکس ایک ایسا پہرہ ہے جو جماعتِ احمدیہ کے سوا کسی کو نصیب نہیں اس جماعت کا ہر فرد نگران بن جاتا ہے اور ذمہ داری کے ساتھ خطرات کو بھانپتا بھی ہے ان کے دفاع کے لئے بھی تیار رہتا ہے۔ اپنی ذمّہ داری کی طرف اگر اُسے توجہ دلائی جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ سارے دفاع کی ذمّہ داری اس پر پڑی ہوئی ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک اس طرح نگران ہو جائے اور بیدار مغزی سے کام لے۔ اپنے دائیں اور بائیں کا وہی نگران ہو اور وہی محافظ ہو۔

آنے والے مہمانوں کو ان کی ذمّہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آنے والے اکثر مہمان گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی غفلت سے کام لے رہے ہیں کہ باوجودیکہ انگلستان کی جماعت نے تمام دُنیا کی جماعتوں کو لکھ کر مطلع کیا ہے کہ یہاں اپنی رہائش کے انتظام کے سلسلے میں ہمیں مطلع کریں

اور اگر ہماری خدمات درکار ہیں تو پہلے بتائیں لیکن سوائے گنتی کے آدمیوں کے ان خطوں کا جماعتی اور انفرادی طور پر جواب نہیں دیا گیا ہے۔ فرمایا: یہی لوگ ہیں جو بعد میں تکلیف اُٹھاتے ہیں اور پھر جماعت کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں اس لئے ابھی جلسہ میں دو تین ہفتے باقی ہیں تمام احبابِ جماعت کو جو جلسہ پر آ رہے ہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے پروگرام کے متعلق مطلع کریں اور اگر اس خطبہ کے سننے ہی اپنی ذمہ داری کو انہوں نے نہ سمجھا اور اپنے پروگرام سے مطلع نہ کیا تو وہ اپنی تکلیف کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا: کہ چونکہ جماعت کے لئے اتنے بستر مہیا کرنا ناممکن ہے اس لئے آنے والے مہمان اپنا انتظام خود کریں۔ مہمانوں کے لئے پاکستان اور دوسرے ملکوں سے بستر لانا بھی مشکل ہے اس لئے ان کی آسانی کے لئے یہاں بستر رکھے گئے ہیں دس پونڈ کا بستر ملے گا اور پھر وہ مہمان کا اپنا ہو جائے گا۔

پھر فرمایا: صفائی کے معیار کو بلند رکھیں کیونکہ باوجودیکہ انگلستان میں صفائی کا معیار گر چکا ہے اور خود یہ گند ڈال دیتے ہیں لیکن کسی ایشیائی کی غلطی کو نظر انداز نہیں کرتے بلکہ اخباروں میں شائع کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ جو دین کے نمائندہ کے طور پر آ رہے ہیں آپ صفائی کا ہر طرح سے خیال رکھیں کیونکہ دین کا معیارِ صفائی سب سے اُونچا ہے۔

پھر فرمایا کہ ڈیوٹی کے لئے باہر سے آنے والے بھی اپنے نام پیش کریں اور پاکستان سے آنے والے دوست جو مزدوری کا کام بھی کر سکتے ہیں اگر وہ جلدی آجائیں تو بہتر ہے۔

ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ نقدی اور قیمتی سامان خصوصاً کاغذات اور پاسپورٹ کی حفاظت کریں۔ اسی طرح بچوں کی حفاظت کریں کیونکہ یہاں بچوں کا گم ہو جانا بہت ہی خطرناک ہے۔

پھر فرمایا کہ جلسے پر آنے والے جس کے گھر رہیں ان کے ہاں زیادہ سے زیادہ دس دن کے لئے مہمان ہوں گے اس کے بعد ان کے پاس رہنے کا انہیں کوئی حق نہیں سوائے اس کے کہ میزبان قریبی رشتہ دار ہو اور مزید رکھنے پر مُصر ہو۔ پس میزبانوں پر بوجھ نہ بنیں اور دس دن کے بعد اپنا انتظام خود کریں۔

پھر فرمایا کہ آنے والے مہمان قرض کسی سے نہ لیں اور یہاں کے لوگوں کو فرمایا کہ وہ کسی کو قرض نہ دیں اور اگر خود وہ ایسا کرنے سے گھبراتے ہیں تو ساری ذمہ داری مجھ پر ڈال دیں کہ میں نے ہدایت کی ہے۔ اگر اشد ضرورت ہے تو نظامِ جماعت سے رجوع کریں۔

آخر میں حضور نے دعا کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمارا اوّل اور آخر سہارا دعا ہی ہے جو ساری آفات سے بچنے کے لئے ڈھال ہے اس لئے دعائیں کریں اور اپنے رب کو یاد رکھیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍ جولائی ۱۹۸۶ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ بقرہ کی آیات ۲۶۲ تا ۲۶۵ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: ان آیات میں مالی قربانی کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں اور مقبول مالی قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فضل نازل ہوتے ہیں ان کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔

فرمایا: پہلی آیت میں مومن کے انفاق فی سبیل اللہ کی جو تصویر کھینچی گئی ہے اس پر غور کرنے سے عموماً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہاں مومن کی مثال نہیں بلکہ مومن کے اموال کی مثال دی گئی ہے اور صرف اسی قدر ذکر ہے کہ خدا کی راہ میں قربانی کے نتیجہ میں مومن کے اموال بڑھتے ہیں۔

فرمایا: یہ درست نہیں کیونکہ یہاں مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ فرمایا ہے یعنی وہ لوگ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مثل نفقت الذین فی سبیل اللہ نہیں فرمایا۔ فرمایا: اس سے مضمون میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ مثال خرچ کرنے والوں پر بھی صادق آتی ہے اور ان چیزوں پر بھی صادق آتی ہے جو وہ خرچ کرتے ہیں۔

فرمایا: اس میں انفاق فی سبیل اللہ کا منظر اس طرح پیش فرما دیا گیا کہ خرچ کرنے والوں کی تصویر بھی آنکھوں کے سامنے اُبھر آتی ہے اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اور جس ادا سے خرچ کرتے ہیں وہ نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے اُبھر آتا ہے۔

فرمایا: اگلی آیات میں خرچ کرنے والوں کی ادائیں بھی بیان کر دیں اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل جس طرح ان پر نازل ہوتے ہیں یہ بھی بیان کر دیا۔

اس ضمن میں حضور نے لفظ حبّہ کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا: دُنیا میں بعض پھلوں کے بیج ردّی اور پھینک دینے کے لائق ہوتے ہیں اور ان کے اوپر کے غلاف کو پھل کہا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے جیسے آم۔ اور بعض پھلوں کے غلاف کو ردّی اور بیج کو کھانے کے لائق سمجھا جاتا ہے جیسے بادام۔ لیکن حبّہ وہ دانے ہیں جو اپنی ذات میں پھل بھی ہیں اور بیج بھی۔ اور ان کے درمیان پھل اور بیج کے لحاظ سے کوئی بھی تفریق نہیں ہو سکتی کلیۃً سارے کا سارا کھانے کے لائق بھی ہے اور سارے کا سارا بیج بھی ہے۔

فرمایا: خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال کے طور پر اس سے بہتر مثال دی ہی نہیں

جاسکتی تھی۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اس کا پھل بھی ان کو ملتا ہے لیکن پھل ایسے بیج کی صورت میں ملتا ہے جو ردّی نہیں بلکہ خود آگے بڑھنے والا ہے اور مزید پھل اور بیج پیدا کرنے والا ہے ان کے نفوس اور رزق میں برکت ڈالی جاتی ہے اور خدا کا فضل ایک ایسے جاری ساری کی صورت میں ملتا ہے جسے کوثر بھی کہا گیا ہے۔ نہ ختم ہونے والا سرچشمہ ان کو عطا ہوتا ہے اور پھر جتنا جتنا وہ خدا کے فضلوں میں سے خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اتنا اتنا ان کا پھل بھی بڑھتا ہے اور ان کا بیج بھی بڑھتا ہے۔

یہ وہ نقشہ ہے جو الٰہی جماعتوں پر بڑی تفصیل سے صادق آتا ہے اور الٰہی جماعتوں کے انفاق فی سبیل اللہ پر دوسرے انفاق سے الگ اور ممتاز کر کے دکھاتا ہے۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے ساتھ بھی اخراجات کے معاملہ میں خدا کا یہی سلوک ہے۔ اگلی آیات کی تشریح کے ضمن میں ربوہ کے لفظ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بعید نہیں کہ ربوہ سے یہاں اہلِ ربوہ کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی ایک زمانہ آنے والا ہے کہ ایسے قربانی کرنے والوں کے لئے جن کی قربانیاں ربوہ کی مرکزیت کے تابع ہوں گی اللہ تعالیٰ ان میں غیر معمولی برکت ڈالے گا اور اگر بارش کا سماں نہ بھی ہو تو شبنم بھی ان کے لئے بارش کی طرح نشوونما کا موجب بن جائے گی۔

فرمایا: آج کا خطبہ نئے مالی سال کا پہلا خطبہ ہے اِس لحاظ سے مَیں نے اِن آیات کا انتخاب کیا ہے کہ جماعت کو مختصراً ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ یہ خوشخبری بھی دوں کہ آپ کے حق میں قرآن کریم کی یہ خوشخبری بہرحال پوری ہو چکی ہے اور جماعتِ احمدیہ کی مالی قربانی پر یہ آیت ہر پہلو اور تفصیل کے ساتھ چسپاں ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں ان مشکلات کے دَور میں جبکہ جماعت پر مالی لحاظ سے اور قربانی کی استعداد کے لحاظ سے وہ موسم تو نہیں جسے موسلا دھار بارش کا موسم کہا جاتا ہے وہاں تو طَلّ کا موسم ہے لیکن پھر بھی خدا نے جماعت کو غیر معمولی قربانی کی توفیق بخشی ہے اور بجٹ کے مقابلہ میں جو کہ بعض حالات کی وجہ سے دو کروڑ پندرہ لاکھ سے بڑھا کر دو کروڑ پچیس لاکھ کر دیا تھا، دو کروڑ پینتالیس لاکھ چوبیس ہزار روپے کی وصولی ہوئی ہے اور بیس لاکھ روپیہ بجٹ سے زیادہ عطا فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضل کی "طَلّ" نے حیرت انگیز نمونہ دکھایا ہے۔

فرمایا: مَیں اس کو پھل نہیں بلکہ بیج سمجھ رہا ہوں جو جماعت کے نفوس اور اموال کا بیج ہے اِس لئے یہ ایک دانے کے سات سو دانے ایسے نہیں جو پھل کے طور پر کھائے جائیں گے بلکہ یہ وہ دانے ہیں جو بیج کے طور پر دوبارہ پھل اُگائیں گے اور جتنی مرتبہ جماعت ان کا ایک حصہ دوبارہ خدا کے فضلوں

کی زمین پر پھینکتی رہے گی اِسی طرح کثرت کے ساتھ سینکڑوں گُنا بن کر یہ دوبارہ جماعت کو عطا ہوتے رہیں گے۔

یہ اللہ کی رضا کا معاملہ ہے اپنے بندوں کے ساتھ۔ اپنے اُن بندوں کے ساتھ جن کی قربانیوں کو وہ مقبول فرماتا ہے اور خدا کی راہ میں سچّی اور خالص قربانی کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ بلا استثنائٗ یہی سلوک ہوُا ہے۔

آخر میں حضور نے سلسلہ کے اموال خرچ کرنے والوں اور چندہ دینے والوں دونوں کو تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: کہ خرچ کرنے والے اِن اموال کو جن کو قربانی کرنے والے محض لِلّٰہ پیش کرتے ہیں تقویٰ کے ساتھ خرچ کریں اور ان کی امانت کا حق ادا کریں تو جماعت کو بے شمار بڑھتی چلی جانے والی برکتیں عطا ہوں گی اور تقویٰ سے خرچ کرنے والوں سے خدا ایسا ہی سلوک فرمائے گا جیسے انہوں نے اپنی جیب سے خود یہ مالی قربانی کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ اموال جہاں خرچ کئے جائیں گے ان اخراجات میں بھی بے شمار برکت ہو گی اور نتائج بھی بہت زیادہ شاندار نکلیں گے اور فرمایا: جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں ان کے حق میں یہ مضمون پُورا ہوتا ہے کہ واللہ یضعف لمن یشاء۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر جولائی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُرنور نے سورہ محمدؐ کی دو آیات کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اگرچہ یہ دونوں آیات مدنی ہیں مگر نفسِ مضمون مکّی دَور سے زیادہ تعلق رکھتا ہے جبکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یکا و تنہا تھے اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اس کے مقابل پر آپؐ کے دشمنوں کے بہت سے مددگار تھے۔ پھر فرمایا صرف مکّی دَور سے ہی یہ آیات تعلق نہیں رکھتیں بلکہ آغازِ نبوّت سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دَور تک کے جتنے انبیاء ہیں ان سب کے واقعات کا اِن آیات میں حوالہ دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ رُوئے ارض پر جہاں کہیں بھی سُنو گے تمہیں یہ واقعات تاریخِ عالم پر ہر جگہ بکھرے پڑے نظر آئیں گے کہ وہ لوگ جنہوں نے حق کی مخالفت کی تھی اللہ نے ان کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ اور کافر جب بھی اور جیسے بھی ہوں گے ان پر ویسے ہی واقعات گذریں گے جس طرح پہلے کافروں پر گذرتے رہے اور خدا تعالیٰ کے سلوک میں تم کوئی بھی فرق نہیں پاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ

ایسا اس لئے ہوگا کہ مومنوں کا ایک مولیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ فرمایا پہلا حصہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ مومنوں کا ایک مولیٰ ہے لیکن اس آیت کا دوسرا دعویٰ کہ منکروں کا کوئی مولیٰ نہیں تاریخِ عالم سے بظاہر درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جن قوموں کا حوالہ دیا گیا ہے ان قوموں کے مولیٰ تو ضرور تھے اور بڑے بڑے طاقتور مولیٰ ان کو نصیب تھے۔ اہلِ مکّہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑا تھا تو ان کے بھی مولیٰ تھے۔ وہ ایک دوسرے کے مددگار اور نصیر تھے اور ہر قسم کے جتنے بھی انسانی لحاظ سے مددگار مہیّا ہو سکتے تھے وہ سارے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کو نصیب تھے۔ اس سے پہلے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ فرعون کے مقابلہ میں اکیلے رہ گئے اور آپ کے دشمنوں کو حکومت کی مدد حاصل تھی۔ جابر اور طاقتور بادشاہ آپ کی مخالفت کی پُشت پناہی کر رہا تھا۔

فرمایا ایسے موقع پر اِس آیت کا یہ حصہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں ہی چھپا ہوتا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جن قوموں کے مددگار تم دیکھ رہے ہو انجام کار کیونکہ وہ خدا سے ٹکر لینے والے ہوں گے اِس لئے ہواؤں میں بکھر جائیں گے جیسے ان کا وجود ہی نہ تھا اور جب وقت آئے گا تو حقیقت میں ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ فرمایا یہ نقشہ اس آیت میں کھینچا کہ ایک وقت ایسا ہے جب کہ بظاہر بکثرت انبیاء کے دشمنوں کو مددگار نصیب ہوں گے اور خدا کے انبیاء کے پاس اللہ کے نام کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور پھر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ جب اللہ ہی کا نام ہر جگہ غالب آنے والا ہے اور وہ دشمن جو بکثرت نظر آتے تھے ان کا کوئی وجود بھی تم باقی نہیں دیکھو گے۔ کوئی حیثیت نہیں پاؤ گے۔ فرمایا: یہ کہانی ہر بار دہرائی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کو مخاطب کر کے قرآن فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اطوار اور کردار صداقت کے دشمنوں کے کردار اور اطوار بن کر ظاہر ہوئے تو خدا کی وہ تقدیر جو پہلے ان حالات میں ظاہر ہوتی رہی ہے اِس دفعہ بھی اسی طرح ظاہر ہو گی اور تمہیں نیست و نابود کر دے گی۔ وہ طاقتیں جن کا تمہیں زُعم ہے وہ تمہاری کوئی بھی مدد نہ کر سکیں گی۔ فرمایا یہ اعلان آج بھی اسی طرح سچّا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سچّا تھا۔ یہ ایسا اعلان ہے کہ گذرتا ہوُا زمانہ اس کی شان کو مدھم نہیں کر سکتا۔ فرمایا یہ آیات جماعتِ احمدیہ پر بھی اسی طرح چسپاں ہو رہی ہیں جس طرح ہر سچائی کے دَور پر چسپاں ہوتی رہیں۔ حضور نے فرمایا قرآن تمہیں بتا رہا ہے کہ جب بھی کفر کے اطوار اِس طرح ظاہر ہوں گے خدا کی تقدیر بھی اسی طرح ظاہر ہو گی جیسے ہمیشہ ظاہر ہوتی چلی آ رہی ہے۔ فرمایا آج تمہارے متعلق جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ

اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ دُنیا والے سارے ان کے مولیٰ ہیں تم دیکھو گے کہ کوئی مولیٰ ان کا ساتھ دینے والا باقی نہیں رہے گا۔ اِس سے پہلے حضرت موسیٰ ؑ کے مقابلہ میں فرعون کی جو داستان ملتی ہے اس میں فرعون کی طاقت کے سہارے جادوگر بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم فرعون کی عزّت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم ضرور غالب آئیں گے۔ فرمایا یہ آیت کہہ رہی ہے کہ جس طرح خدا کی تقدیر نے اِس سے پہلے ایک فرعون کی عزّت کی قسم کھانے والوں کو ناکام اور نامراد کر دیا تھا آج بھی اسی خدا کی تقدیر جلوہ گر ہوگی۔ آج بھی اسی خدا کی تقدیر غالب آئے گی اور اِس زمانہ کے فرعون کی عزّت کی قسم کھانے والے بھی یقیناً ناکام اور نامراد رہیں گے۔ ان کی ساری تدبیریں باطل جائیں گی۔ فرمایا مخالفت کی دوسری ادا نہتے اور بوڑھے اور بچوں اور عورتوں پر حملہ کرنا ہے جو انبیاء اور ان سے محبت کرنے والوں میں نہیں پائی جاتی۔ اِس ضمن میں حضور نے بابو عبدالغفار صاحب آف حیدر آباد کے قتل کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا جو اسّی سال کے بوڑھے تھے اور بڑے با اخلاق انسان تھے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے رسول کا تو یہ ارشاد تھا کہ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر حملہ نہ کیا کرو اور عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرو لیکن آج کے علماء اِس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ ان کے بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرو اور عبادت گاہوں کو مسمار کر دو۔ آخر میں حضور نے فرمایا کہ بہرحال جو کچھ بھی ان کا کام ہے وہ کرتے رہیں جو کچھ ہمیں سکھایا گیا ہے اور جس کی ہمیں نصیحت کی گئی ہے ہم اسی پر عمل کرتے رہیں گے۔ ہمارے پیشوا اور مولا اور ہمارے مطاع اور ہمارے سیّد اور آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رہے ہیں اور ہمیشہ وہی رہیں گے ہم تو کسی قیمت پر کسی پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ہاتھ کاٹے جاتے ہیں تو کاٹے جائیں۔ یہ سر قلم ہوتے ہیں تو قلم ہوں لیکن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آقا، مطاع اور مولیٰ ہیں، تھے اور ہمیشہ رہیں گے اور کوئی نہیں جو ہمیں ان سے جُدا کرے۔ پھر فرمایا جس طرح ہمیں یہ جُدا کرنے کی کوشش کریں گے خود جُدا ہوتے چلے جائیں گے اور جس طرح ان کی ادائیں ہیں یہ جدائی کی ہی تو علامتیں ہیں، ان تصویروں کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے چہرے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کے چہروں اور ان کے اخلاق سے ملتے ہیں اِس لئے یہ خود دُور ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ جہاں تک ان کا یہ خیال ہے کہ ان کا ایک مولیٰ ہے، حکومتِ وقت انکی پُشت پناہی کر رہی ہے اور دُنیا کی طاقتوں کے جو سرچشمے ہیں وہ ان کے ہاتھ میں ہیں۔ فرمایا ان کو مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ یہی وقت ہے اِس اعلان کا کہ لَامَوْلیٰ لَھُمْ۔ مَیں قرآن کریم کے الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ

ان کا کوئی مولیٰ نہیں اور وہ جماعت جس کے متعلق یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کا کوئی مولیٰ نہیں میں خدا کی عزت کے تمام ناموں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اللہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور یہ وہ مولیٰ ہے جس نے کبھی بھی اپنے غلاموں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۶ء

حضور بروز بدھ کو ہی اسلام آباد (ٹلفورڈ) عصر کی نماز کے بعد تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر حضور نے پاکستان سے اور دنیا کے دوسرے ممالک سے آنیوالے احباب سے اجتماعی ملاقاتیں بھی فرمائیں۔

آج جمعہ سے پہلے حضور نے جلسہ کے تمام انتظامات کا جائزہ لیا اور تمام اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں حضور نے ایک راؤنڈ لگایا۔ اس کے علاوہ جماعت کی طرف سے جو لٹریچر شائع کیا گیا ہے اس کی جو نمائش لگائی گئی ہے تصنیف کی طرف سے، اس کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاح فرمایا۔

حضور خطبہ جمعہ کے لئے دو بجے دوپہر تشریف لائے۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ نمل کی آیت اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مضطر کے ساتھ دعا کے تعلق کو بیان کیا ہے اور مسلمانوں کو خوشخبری دی ہے کہ وہ ان کو خلفاء الارض بنائے گا اور وہ لازماً بالآخر زمین کے وارث بنائے جائیں گے۔

فرمایا: دنیا کی قومیں سمجھ رہی ہیں کہ انسانوں کی تقدیر کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں ہیں لیکن قرآن اس کے برعکس یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ آج جس قوم میں یہ علامات پائی جائیں گی جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یعنی وہ خدا سے زندہ تعلق پیدا کرلے گی اور اضطرار سے اُسے پکارے گی تو انسانوں کی تقدیر اس سے وابستہ کر دی جائے گی۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ ایک ایسی زندہ جماعت ہے جو قبولیتِ دعا کے تازہ اور زندہ نشانات دیکھ رہی ہے۔ دنیا جس قسم کی مخالفتیں چاہے کرلے دعا ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر قسم کی مخالفتوں پر غالب آنے والا ہے اور اندھیروں کو چیرنے والا ہے۔

اِس کے بعد حضور انور نے جماعتِ احمدیہ میں دعاؤں کی قبولیت کے نشانات کا ذکر فرمایا جو فجی، امریکہ، مشرق و مغرب اور دُنیا کے کونے کونے میں ظاہر ہو رہے ہیں —— اور فرمایا کہ اِن واقعات کے بیان کرنے سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ پیر پرستی کی تعلیم دوں بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ دعا سے غافل نہ ہوں اور یہ نشانات اپنی ذات میں دیکھنے کی تمنّا کریں۔ احمدیت خدا کا دوست بننے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعتِ احمدیہ کی زندگی ہے اور ہر احمدی کو بکثرت خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔

فرمایا: دُنیا اِتنی تیزی سے مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ ان کو اسلام اور احمدیت کی طرف لانے کے لئے دلائل کارگر نہیں ہو سکتے بلکہ جب تک دُنیا بکثرت خدا والے نہیں دیکھ لیتی اس وقت تک ان کی زندگی میں انقلاب نہیں آسکتا۔ دل جیتنے کے لئے لازمًا خدا والے بننا ہوگا۔

فرمایا: یہ سب کاموں سے آسان کام ہے اور اس کے لئے آج میدان خالی ہے کیونکہ دُنیا کی اکثریت خدا سے دُور ہے اِس لئے آج ہر وہ آواز جو کامل یقین کے ساتھ خدا کو پکارے گی وہ ضرور سُنی جائے گی۔ رُوحانی قوتوں کو چمکانے اور نمایاں کرنے کے لئے بڑے چِلّوں کی ضرورت نہیں بلکہ خلوص اور درد کے ساتھ دعاؤں کی ضرورت ہے پھر اللہ بھی بڑھتے ہوئے پیار کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ یہ آزمائش کا دَور نہیں بلکہ آزمائش کے دَور کا علاج اس میں ہے یعنی دعا۔

نمازِ جمعہ کے بعد اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے علاقہ کے میئر نے انگریزی میں تقریر کی اور جماعت کے حق میں تعریفی کلمات کہے اور جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

ملّت کا نظامِ فکر و تدبیر
کل ٹھیک تھا آج سڑ چکا ہے
یہ سارا معاشرہ ہے فاسد
یہ سارا سماج سڑ چکا ہے

(رئیس امروہوی)　　(روزنامہ جنگ ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء)

جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور اور بصیرت افروز خطابات کا خلاصہ

خلاصہ افتتاحی خطاب فرمودہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے آیت اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: خدا کا بے حد شکر اور فضل و کرم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق اور دیوانے دُنیا کے ایسے ایسے دُور دراز ملکوں سے جو مشرق کا کنارہ اور ایسے ایسے ملکوں سے جو مغرب کا کنارہ کہلاتے ہیں اور ان جگہوں سے جہاں مشرق اور مغرب کا مابہ الامتیاز مشکل ہے وہاں سے اللہ کے ذکر کے لئے تشریف لائے ہیں اور سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔

فرمایا: سب آنے والوں کا سفر خوشگوار گزرا اور ان کی حکومتوں نے ان سے تعاون کیا اور انگلستان کی حکومت نے بھی بہت ہی تعاون کیا لیکن ایک ملک جو اسلام کے عظیم نام پر قائم کیا گیا تھا اور جو کسی علاقائی نبی کی غلامی کا دعویدار نہیں بلکہ رحمۃٌ لِلعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا دعویدار ہے اس نے احمدیوں کو ہر طرح سے ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے۔

پھر حضور نے پاکستان کی حکومت کے وسیع اور جھوٹے پراپیگنڈے کا تفصیلی ذکر فرمایا جو وہ ہر ملک میں احمدیت کے خلاف کر رہی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ پاکستان کے عوام نے اور باہر کی حکومتوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پراپیگنڈے کو رَدّ کیا ہے اور جہاں جہاں بھی ظلم کے واقعات ہوئے ہیں وہ کرائے کے بزرگوں سے کروائے جا رہے ہیں۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ پر جو یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ یہ پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کر رہی ہے

یہ قطعاً بے بنیاد اور جھوٹا ہے اور جماعتِ احمدیہ کی تعلیم کے خلاف بھی ہے۔ فرمایا: جماعت کو بار بار یہی نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ ان کے لئے بد دعا نہ کریں ان کی بہبود کے لئے دعا کریں کیونکہ پاکستان سے باہر جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین پھیلایا ہے وہ پاکستان کی سرزمین کے دیوانوں کا ہی کام ہے۔ فرمایا: یہ درست ہے کہ جماعت کو بدنام کرنے کے لئے پاکستان کی حکومت نے نہایت جھوٹا پراپیگنڈا کیا ہے اور اسے اِسلام کا دشمن قرار دیا ہے لیکن ہمیں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں بلکہ خدا کے فرشتے خود اس کا جواب دے رہے ہیں اور آج جماعت اس سے زیادہ گنا معروف اور نیک نام ہو چکی ہے جتنی دو سال پہلے تھی اور ہر ملک میں جماعت کے حق میں آواز بلند کی جا رہی ہے۔

اِس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے واقعات بیان فرمائے نیز جماعت کی بیرونی دعوتِ اِلی اللہ کی سرگرمیوں کا ذکر فرمایا کہ کس طرح یہ جماعت انسانی دلوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ اِس ضمن میں غانا، ایسٹرن ریجن کے ایک عیسائی پادری کا ذکر فرمایا جس نے احمدیت کو قبول کیا اور پھر گرجے کو عبادتِ خداوندی کے لئے جماعت کو پیش کر دیا اور اِسی طرح ایک اور دوست کا ذکر کیا جو نہایت شرابی اور علاقے میں بدنام تھے جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو ان کے اندر ایسا روحانی انقلاب پیدا ہوا کہ اپنے علاقے کا معزز انسان بن گیا۔

آخر میں حضور نے احمدیت کے مستقبل کے لئے، احمدی مظلوموں کے لئے نیز دُنیا بھر کے مظلوموں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ دعاؤں کے ذریعہ سے خدا سے مدد مانگیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو دُنیا کے مظلوموں کے لئے نجات کا باعث بنائے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔ آج کے جلسہ میں مرد و زن کی حاضری تقریباً پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

خلاصہ خطاب زنانہ جلسہ گاہ فرمودہ ۲۶ر جولائی ۱۹۸۶ء

حضور نے تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ النحل کی آیت نمبر ۹۸ کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد مختلف تہذیبوں میں عورت کی حیثیت اور مقام بیان کرتے ہوئے اسلام میں عورت کے مقام پر تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے عورت کو آزادی نہیں دی اور اسلام میں عورت کے حقوق قائم نہیں کئے گئے۔ فرمایا: یہ جو تہذیبیں عورت کی آزادی کی علمبردار ہیں اور اسلام پر طعنہ زنی کر رہی ہیں انہوں نے عورت پر اِس قدر مظالم کئے ہیں جو بیان سے باہر

ہیں۔ فرمایا: عورت کو عرب کی تہذیب میں حیوانات سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اسے ہوا و ہوس کے پورا کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور اس کو کسی قسم کے حقوق نہیں دیئے جاتے تھے۔ اِسی طرح مغرب کی تہذیب میں بھی آج تک عورت کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے۔ عورت کو بیوہ ہونے پر اولاد پر کوئی حق نہیں دیا جاتا تھا۔ عورت کو بے حیائی کے نتیجہ میں سخت سزائیں دی جاتی تھیں لیکن اس کے بالمقابل مرد بغیر شادی کے دوسری عورتیں گھر میں رکھ سکتا تھا اور اُسے کوئی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ فرمایا: اسلام نے اِس کے بالمقابل عورت کے حقوق کی مکمل حفاظت کی ہے اور تمام انسانی تہذیب میں صرف ایک مرد ہے یعنی سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے عورت کی آزادی کی تحریک چلائی ہے باقی تمام تحریکات عورتوں کی طرف سے چلائی گئی ہیں۔ فرمایا: تمام ادیان میں اسلام کے سوا ایک بھی ایسا مذہب نہیں جس نے عورت کو ماضی کے مظالم سے نجات دلائی ہو۔ یہودیت، عیسائیت، بدھ اِزم، کنفیوشن ازم کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جس نے عورت کو مرد کے ساتھ برابری کا حق دیا ہو صرف اسلام ایسا دین ہے جس نے جبلّی اور فطرتی فرق کے علاوہ ہر پہلو سے مرد اور عورت کو برابری کا حق دیا ہے۔

نیز حضور نے فرمایا: آجکل جو عورت کی آزادی کی تحریکات ہیں یہ دراصل دنیوی جہنّم کی طرف لے جانے والی تحریکات ہیں اور عورت کو آزادی کی بجائے بے حیائی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بداثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام نے جو بعض پابندیاں عائد کی ہیں وہ عائلی زندگی کو جنّت بنانے کے لئے اور عورت کے تحفّظ کے لئے ہیں اور عورت کے لئے امن کی ضمانت ہیں۔

اِس مضمون پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات سے تفصیلی روشنی ڈالی اور حضور کا یہ خطاب دو گھنٹے تک جاری رہا۔

خلاصہ خطاب فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد آیت فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج کے خطاب کا عنوان یہ دو مصرعے میرے ذہن میں آئے ہیں ایک مصرعہ یہ ہے ؏

الٰہی تیرے فضلوں کو کروں یاد

اور دوسرا مصرعہ یہ ہے ؎

بہار آئی ہے اِس وقتِ خزاں میں

فرمایا: دُنیا کے دستور کے مطابق بہار کو خزاں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن مذہب کی دُنیا میں خدا کے قانون عجیب ہوتے ہیں۔ جب خدا کے بندوں پر ان کے مخالفین کی طرف سے بظاہر خزاں وارد کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بہار کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا احمدیت کے ساتھ ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتلاء کے دَور میں ہمیشہ بے پناہ فضلوں کی بارش نازل فرمائی ہے اور جماعتِ احمدیہ ہمیشہ غلبۂ دینِ حق کی شاہراہ میں آگے سے آگے بڑھتی رہی ہے۔ پھر حضور نے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا جو گزشتہ دو سال میں بارش کی طرح جماعتِ احمدیہ پر نازل ہوئے ہیں تفصیلی ذکر فرمایا اور بتایا کہ کِس طرح دعوت اِلی اللہ اور اشاعتِ قرآن و لٹریچر کے منصوبوں میں جماعتِ احمدیہ کو کامیاب ترقی ہوئی ہے اور دُنیا کے کئی ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ایک علاقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کی پچیس فیصد پولیس اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو گئی ہے اِسی طرح ویسٹرن سموا، ملاوی، برازیل، تھائی لینڈ، زنجبار، یوگوسلاویہ، آئرلینڈ، صومالیہ، مراکش اور الجیریا میں نئی جماعتوں کا تفصیلی ذکر بڑے دلچسپ واقعات بیان کرتے ہوئے کیا۔ نیز بتایا کہ بعض ایسے ممالک جہاں جماعتیں تو قائم تھیں لیکن دعوتِ اِلی اللہ میں ابھی تک بیداری پیدا نہیں ہوئی تھی بڑی تیزی سے بیداری کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور کثرت سے لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔

اِسی طرح افضالِ الٰہی میں سے ایک فضل بیوت اللہ کی تعمیر کے متعلق بتایا اور اِس ضمن میں فرمایا کہ امسال دو سو نئے بیوت اللہ بنائے گئے ہیں اور پاکستان میں جو احمدیوں پر بیوت اللہ بنانے پر پابندی لگائی گئی ہے ہم نے اس کا بدلہ اِس رنگ میں لے لیا ہے۔ پھر برِّ اعظم یورپ، امریکہ اور برِّ اعظم افریقہ میں جو نئے مشن ہاؤسز اِس دَورِ ابتلاء میں قائم ہوئے ہیں ان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اتنے بڑے بڑے مشن ہاؤسز ہیں کہ گزشتہ ستر برس کے سارے مشن ہاؤسز جو قائم ہوئے ہیں وہ ایک مشن کے اندر سما سکتے ہیں۔

اِس کے علاوہ حضور نے مرکزی دفاتر اور مختلف ممالک سے دعوت الی اللہ کا رابطہ قائم کرنے کے لئے جو ڈیسک قائم کئے گئے ہیں ان کی کارکردگی کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ بیرونی ممالک میں مربیان کی تعداد بیان کرتے ہوئے جماعت کو واقفینِ زندگی پیدا کرنے کی تحریک کی اور اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جماعت کو واقفین کی اشد ضرورت ہے اس لئے احباب جو ہیں اپنے آپ کو دین کے لئے

وقف کریں۔

آخر میں حضور نے پاکستان کے علماء کی بزعم ان کے دوسالہ اسلامی خدمات کا ذکر کیا کہ انہوں نے احمدیوں کے بیوت اللہ کو بند کروایا، کلمۂ توحید کو بلند کرنے اور اپنے سینہ پر آویزاں کرنے کے جُرم میں صدہا احمدیوں کو قید وبند کی صعوبتیں دیں۔ اور پھر بڑے ہی جلالی انداز میں حضور نے فرمایا کہ وہ اسے اسلامی خدمات یا جو کچھ سمجھتے ہوئے سو دفعہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے سے روکیں اور کلمۂ توحید کے بلند کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں لیکن احمدی ہزار دفعہ درود بھیجتے ہوئے جیلوں میں جانے کے لئے تیار ہیں اور احمدیوں کو ان کی ماؤں کے دودھ میں یہ محبت پلائی گئی ہے دشمن ہرگز ہم سے اس محبت کو چھین نہیں سکتا۔

نوٹ :- حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کا آغاز سوا چار بجے شام فرمایا اور آپ کا یہ خطاب تقریباً آٹھ بجے تک جاری رہا۔

آج کی حاضری پانچ ہزار آٹھ سو کے قریب تھی جو احباب مارکیوں کے اندر موجود تھے۔ یہ گزشتہ سال کی تعداد کی نسبت ایک ہزار تین سو احباب کی زیادتی ہے۔

آج چار سو ایک مردوں اور ایک سو کے لگ بھگ مستورات نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا۔ کل نوّے مردوں کی ملاقات ہوئی تھی جبکہ پرسوں دوصد اڑتالیس افراد کی ملاقات ہوئی تھی اس میں فیملیاں بھی شامل تھیں۔

اختتامی خطاب فرمودہ ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج کے اختتامی خطاب کے لئے سوا تین بجے کے قریب جلسہ گاہ میں تشریف لائے جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر اور احمدیت زندہ باد، اسلام زندہ باد، خاتم الانبیاء زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع زندہ باد کے نعروں سے گونجنے لگی۔ حضور نے سب احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمایا۔

تلاوتِ قرآن کریم اور کلام حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد تین بجکر پچاس منٹ پر حضورِ انور نے خطاب کا آغاز فرمایا۔ آج کے خطاب میں قتلِ مرتد کے عقیدہ کی قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حیثیت بیان کی اور بتایا کہ عالمِ اسلام اِس دَورِ آخری میں شدید قسم کے خطرات میں گھِرا ہوا ہے اور اسلام دشمن طاقتیں نئے نئے حربوں سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ اسلام ہی کے نام پر مغربی

استعماریت کی پُرزور نمائندگی کی جارہی ہے۔

فرمایا: سب سے بڑا اور خطرناک حربہ جو آج عالمِ اسلام کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے وہ قتلِ مرتد کا حربہ ہے اور سب وہ ممالک جو امریکہ کے زیرِ نگیں ہیں ان میں یہ نظریہ بڑی شدت کے ساتھ اُٹھایا جارہا ہے۔ فرمایا: عقیدے پر تفصیلی بحث سے پہلے دو بنیادی اصطلاحوں یعنی مسلمان کون ہے اور مرتد کسے کہتے ہیں کی تعریف ضروری ہے۔ چنانچہ اِس ضمن میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مختلف مواقع پر مسلمان کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے مسلمانوں کی مردم شماری کے لئے ہر اُس شخص کا نام لکھو جو اپنے مُنہ سے اسلام میں داخل ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اِس تعریف کے نتیجہ میں کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو مرتد قرار نہیں دے سکتا اور نہ ہی جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا جاسکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسلمان کی یہ بھی تعریف فرمائی ہے کہ جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلمان ہے اور خدا اور اس کے رسولؐ کے ذمّہ اس کی حفاظت ہے۔

فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو مسلمان کی یہ تعریف فرمائی ہے لیکن آج کے علماء اس کے برعکس تعریف کی جرأت کر رہے ہیں اور سینکڑوں احمدیوں کو صرف اِس لئے قید و بند کی صعوبتیں دے رہے ہیں اور قتل کر رہے ہیں کہ وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اِس لئے ہمارے ذمّہ سے نکل گئے ہیں۔ فرمایا: جماعتِ احمدیہ کو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کا ذمّہ کافی ہے کسی مُلّاں کے ذمّہ کی ہرگز کوئی پرواہ نہیں۔

پھر حضورِ انور نے ایک واقعہ کا تفصیلی ذکر کیا جس میں حضرت اسامہؓ نے ایک شخص کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے اقرار پر بھی قتل کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمہارے پاس اِس کے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے مقابلہ پر تمہارا کیا جواب ہوگا اور ان کے اِس جواب پر کہ یا رسول اللہ اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ کا اقرار کیا تھا، فرمایا: هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج اس کے بالکل برعکس تعریف کی جارہی ہے کہ احمدی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پڑھے گا تو وہ گردن زدنی ہے اور دلیل وہ دی ہے جیسے رسولِ خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے رَدّ فرما چکے ہیں کہ ان کے دلوں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نہیں۔ فرمایا: انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بغاوت کی ہے اور ظلم و تعدّی سے کام لیا ہے۔

پھر فرمایا: ہمیں تو یہ تین تعریفیں پسند ہیں اِن کے سوا کسی اور تعریف کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پھر مرتد کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ مرتد وہ ہے جو خود اعلان کرے کہ میں واپس جا رہا ہوں۔ اس میں انسان کی اپنی مرضی شامل ہے دوسرے کے دخل سے آزاد ہے اور کوئی کسی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم مرتد ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

فرمایا: شَآءَ کا تعلق دل سے ہے۔ یہ ہرگز اجازت نہیں دی کہ جاہو تو کسی کو مسلمان قرار دے دو اور جس کو چاہو کافر قرار دے دو۔

پھر حضورِ انور نے شاندار مذہبی آزادی کے متعلق چند آیات بیان فرمائیں اور لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغیّ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ ہم نے بات کھول دی ہے۔ اِتنی واضح بات کے بعد اگر تم پھر گئے تو تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی لیکن یہاں لا اکراہ فی الدین فرما کر جبر کے اختیار کو چھین لیا گیا ہے۔

اِس کے بعد حضورِ انور نے علماء کے چند دلائل بیان فرمائے جو انہوں نے یعنی علماء نے اپنے اس عقیدے کی دلیل میں نصِّ صریح کے طور پر پیش کیا ہے اور حضور نے بتایا کہ ان سارے دلائل سے کُلیّۃً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مرتد کی سزا قتل ہے اور کسی آیت سے بھی یہ ہرگز قتلِ مرتد کا استنباط نہیں ہوتا۔

فرمایا: اِن آیات سے ایسا استنباط کرنا انتہائی ظلم ہے۔ کاش علماء باز آجائیں اور قرآن کی طرف وہ باتیں منسوب نہ کریں جن سے قرآن کا دُور سے بھی واسطہ نہیں۔ پھر علماء کے بَد ادوار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں جہاں بھی ظالم مُلّاؤں کا قبضہ ہؤا ہے وہاں قتلِ مرتد کے نام پر ایسا کھیل کھیلا گیا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِس ضمن میں مختلف ادوار کا ذکر فرمایا جن میں علماء کا قبضہ تھا اور ان ادوار میں بڑے بڑے بزرگ اور خدا رسیدہ مسلمان قتل کر دیئے گئے۔ فرمایا: اب بھی اس قسم کی بھیانک تحریک چلائی جا رہی ہے جس کا سربراہ امریکہ ہے۔ یہ ظالم چاہتے ہیں کہ مسلمان ہماری طرف رُخ کرنے کی بجائے آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگیں۔ پھر فرمایا کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قتلِ مرتد کی تحریک ہمیشہ انبیاء کے مخالفین کی طرف سے چلائی گئی ہے اور تمام منکرینِ انبیاء کا یہ عقیدہ تھا کہ جو کسی مذہب سے ارتداد اختیار کرے اُسے سزا دی جائے، سنگسار کیا جائے۔

انبیاء کا عقیدہ اس کے برعکس تھا۔ اس کے حق میں حضور نے چند آیاتِ قرآنی پیش فرمائیں اور فرمایا کہ اگر کوئٹہ کے علماء نے یہ اعلان کیا ہے کہ احمدی مرتد ہیں اور ان کی سزا رجم ہے ان کو قتل کر دو تو یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے اِس قسم کا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مخالفین نے بھی کیا تھا اور آپؐ پر بھی یہی الزام لگایا گیا تھا کہ اپنے دین سے پھر گیا ہے اس کو لازماً سزا دینی چاہیئے۔

آخر میں حضور نے افرادِ جماعت کو پاکستان کے لئے، عام بنی نوع انسان کے لئے مصیبت زدگان کے لئے، بیوگان کے لئے، مظلوموں کے لئے، سب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

دعا سے قبل حضور نے فرمایا کہ عام دستور سے ہٹ کر احباب سے میں اپنی ایک نظم دعا سے قبل آپ کے سامنے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہ نظم پاکستان سے آنے والے احمدیوں کے خطوں کے جواب میں تحفہ کے طور پر میں پیش کر رہا ہوں۔

اس کے بعد یہ نظم بڑی خوش الحانی سے پڑھی گئی جس کے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:۔

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا
تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے، میری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں میرے سجود و قیام، کہنا
خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام، کہنا

اِس کے بعد حضور نے دعا کروائی اور افرادِ جماعت نے گریہ وزاری سے اس دعا میں شرکت فرمائی۔

اِس کے بعد حضور نے جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

نوٹ:۔ آج کے جلسہ میں ٹوٹل حاضری چھ ہزار چار سو ساٹھ تھی جن میں سے مردوں کی حاضری تین ہزار ایک سو اکتالیس اور مستورات کی حاضری تین ہزار تین سو انیس تھی۔

جلسہ کے موقع پر ۹۵۷ تاریں موصول ہوئیں۔

۱۴ کو چز مہمانوں کو لندن سے اسلام آباد اور اسلام آباد سے لندن لانے کیلئے مصروف رہیں۔

درسِ حدیث

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی تواضع

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے، ایم لٹ (آکسن))

(۱)

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

(سورۃ النجم آیت ۹، ۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر غور کرنے سے اس کے کئی حسین پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مثلاً اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؐ کے تمام اخلاقِ فاضلہ خدا کی توحید کے چشمہ سے پھوٹتے ہیں۔ ویسے تو تمام انبیاء کے اخلاق خدا تعالیٰ کی صفات کے تابع ہوتے ہیں اور خدا کی ذات اور اس کی توحید ان کا منبع ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالےٰ سے کامل تر قُرب کی وجہ سے تمام انبیاء پر ایک بے مثل فضیلت حاصل ہے۔ قرآن کریم نے اِس مضمون کو مختلف مقامات پر مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ نجم کی مذکورہ بالا آیت میں اِس مضمون کو بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ دو مختصر مگر معانی سے پُر آیات ہیں۔ اِن میں صرف معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون ہی بیان نہیں کیا گیا بلکہ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیان فرمودہ تفسیر سے ظاہر ہے یہ آیات مختصر الفاظ ہیں مگر نہایت جامع طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کرتی ہیں اور آپؐ کے مقام پر مختلف جہتوں سے روشنی ڈالتی ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تفسیر کے مطابق اور باتوں کے علاوہ ایک بات جو آیت ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء اس مقام سے ہوتی ہے جو بشریت کا اعلیٰ تر مقام ہے اور جس مقام پر آپؐ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں اور کوئی شریک نہیں۔ یہ

ابتدائی مقام جو ازل سے آپؐ کو حاصل تھا اور جس مقام سے آپؐ کا سفرِ رُوحانی شروع ہوُا وہ مقام ہے جو تمام مخلوق سے بالاتر اور خدا کے قریب تر تھا۔ اِس قدر قریب کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ میں "وہ (یعنی نفسِ محمدیؐ) ازل سے بحرِ الوہیت میں گُم تھا" اس ابتدائی مقام پر بھی آپؐ سے جتنے افعال صادر ہوئے اور جو جو خُلق آپؐ سے ظاہر ہوُا وہ صفاتِ باری تعالیٰ کے تابع تھا۔ پھر آپؐ اس مقام سے خدا کی طرف اور آگے بڑھنا شروع ہوئے اور بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ خدا سے قریب سے قریب تر ہو گئے۔

پھر آپؐ نے خدا کے بندوں کی طرف نزول فرمایا اور آپؐ کی وہ صفاتِ حسنہ جو اوّل دن سے خدائی نور کے احاطہ میں تھیں نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ بن کر دُنیا میں جلوہ گر ہوئیں۔ آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ اور آپؐ کی صفاتِ حسنہ کی پہلی تجلّی بھی حیرت انگیز تھی لیکن دوسری تجلّی اس سے بھی بڑھ کر تھی کیونکہ اللہ کی دوسری اور ارفع تجلّی کا مظہر تھی اور انسانی عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی تھی اور آپؐ کا خُلق، آپؐ کی سیرت کا ہر پہلو ایک ایسی شان اپنے اندر رکھتا ہے جو ایک بے مثال شان ہے آپؐ سے پہلے ہر انسانی خُلق میں ایک ضعف پایا جاتا تھا اور انسان کے ذہن میں اس کا تصوّر ایک ناقص تصوّر تھا لیکن جب یہی صفات آپؐ کی صفات بن کر آپؐ کی ذات میں جلوہ گر ہوئیں تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ بن گئیں اور پتہ چلا کہ صدق کیا ہوتا ہے، امانت کسے کہتے ہیں، شجاعت کس چیز کا نام ہے محبت، رحمت، رأفت، سخاوت اور تواضع کیا ہوتی ہیں۔

تواضع کا لفظ عربی زبان میں عاجزی اور انکساری کے لئے بولا جاتا ہے۔ آپؐ نے ہمیشہ اپنے متبعین کو تواضع اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حدیث میں آتا ہے:-

"عَنْ عَیَاضِ ابْنِ حَمَّادٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی التواضع)

عیاض بن حماد کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور فرمایا کہ مَیں لوگوں سے کہہ دوں کہ عاجزی اور انکساری اختیار کرو اور اپنے انکسار کو اس حد تک پہنچا دو کہ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر زیادتی نہ کرنے والا ہو اور نہ ہی کوئی شخص اپنے بھائی کو حقیر سمجھے اور نہ ہی خود کو فخر اور تکبّر کرتے ہوئے دوسروں سے بہتر جانے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:-

اِنَّ الْعَفْوَ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا عِزًّا فَاعْفُوْا يُعِزَّكُمُ اللّٰهُ وَاِنَّ تَوَاضُعَ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوْا يَرْفَعْكُمُ اللّٰهُ وَاِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَزِيْدُ الْمَالَ اِلَّا نَمَاءً فَتَصَدَّقُوْا يَزِدْكُمُ اللّٰهُ۔

(بحوالہ نہایۃ الادب فی فنون الادب لشہاب الدین احمد جلد ۳ باب تواضع)

اپنے بھائیوں کے قصوروں سے درگزر کرنا خدا کے بندوں کو اس کے (یعنی خدا کے) حضور عزّت میں بڑھاتا ہے اِس لئے درگزر سے کام لیا کرو تا خدا اپنی جناب سے تمہیں عزّت عطا کرے اور یہ بھی یاد رکھو کہ عاجزی اور انکساری کا اختیار کرنا خدا کے حضور میں بندوں کے درجات بلند کرتا ہے سو تم عاجزی اور انکساری کی راہ اختیار کرو ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اپنی جناب سے رفعتیں عطا کرے گا اور یقیناً خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے اِس لئے خدا کی راہ میں خرچ کرو خدا تمہارے اموال میں برکت ڈالے گا اور انہیں بڑھائے گا۔

۲

جہاں تک آپؐ کی اپنی ذات کا تعلق ہے آپؐ سے بڑھ کر اور کوئی متواضع انسان دُنیا میں پیدا نہیں ہؤا۔ حضرت بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حالت فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔"

آپؐ کی تواضع اُس کامل تر عرفان کا لازمی نتیجہ تھی جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اُس کی بڑائی کے بارے میں حاصل تھا۔ یہ ایک ایسا خُلق اور ایک ایسا جذبہ تھا جو آپؐ کی فطرت میں ودیعت تھا۔ یہ ایک بے اختیار جذبہ تھا جس میں کسی قسم کا تکلّف یا بناوٹ یا دکھاوا نہیں پایا جاتا تھا۔ خدا کے حضور میں جو آپؐ کو اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا آپ کو اُس کا بھی کامل عرفان تھا لیکن خدا کے فضل کے جواب میں جو تمام مخلوق میں سب سے بڑھ کر آپ پر ہؤا فطرتِ صحیحہ کاملہ محمدیہ سوائے عجز اور انکساری اور تواضع کے کچھ دکھا ہی نہیں سکتی تھی۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خدا کے حضور میں بظاہر عاجزی اور انکساری دکھانے والے ہوتے ہیں لیکن انکساری کی بجائے خدا کے بندوں کے ساتھ تکبّر اور رعونت سے پیش آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہ بات بھی ہمیں بتاتی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص خدا کے حضور تو تواضع کرتا ہو لیکن اُس کے بندوں سے عاجزی اور انکساری

کی بجائے تکبر سے پیش آئے ۔

جس طرح آپ اپنے خدام کے ساتھ، چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ، اپنوں اور غیروں کے ساتھ انکساری اور عاجزی سے پیش آتے تھے وہ بڑے دِل موہ لینے والے واقعات ہیں جو آپ کے عشّاق نے ہمارے لئے احادیث میں جمع کر دیئے ہیں۔

۳

پہلی حدیث جس کا مَیں نے انتخاب کیا ہے بخاری کی ہے:-

"عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فِيْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ - وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ - فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ - فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ - فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ - اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ -"

(بخاری کتاب الانبیاء باب وفاۃ موسیٰ وذکرہٗ بعد کرمانی ۱۴۷ احدیث ~~۱۹۱~~ ۳)

زہری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیّب نے بتایا کہ انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک دفعہ کسی مسلمان اور یہودی کی آپس میں تلخ کلامی ہوگئی اور اس بحث کے دَوران وہ مسلمان قَسم کھاتے ہوئے یہ کہہ بیٹھا کہ مجھے قَسم ہے اُس ذات کی جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس پر اُسے یہودی نے جواب دیا اور مجھے قَسم ہے اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ اس مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اس یہودی کو ایک طمانچہ لگا دیا اس پر وہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا اور اس کے اور مسلمان کے درمیان جس طرح

جھگڑا ہؤا تھا اس کی تفصیل حضورؐ سے عرض کی۔ حضورؐ نے اس کی بات سُنکر فرمایا لَا تُخَیِّرُوْنِیْ اَیْ لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی کہ دیکھو یہود کے سامنے حضرت موسٰی پر میری فضیلت نہ بیان کیا کرو کیونکہ اس سے اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور مَیں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ اور یہ بھی تو دیکھو کہ جب اللہ کسی کو کوئی فضیلت عطا کرتا ہے تو یہ اللہ کا اس پر فضل ہوتا ہے اور خدا کے فضل کے نتیجہ میں انسان میں اپنی بڑائی اور فخر کا احساس نہیں پیدا ہونا چاہیئے بلکہ اس کے نتیجہ میں تو خدا تعالیٰ کے لئے شُکر کے اور احسان مندی کے جذبات اور عاجزی پیدا ہونی چاہیئے۔ اور پھر آپؐ نے اس یہودی کی تالیفِ قلب کے طور پر فرمایا (اور میرے نزدیک حضورؐ نے یہاں اپنے کشف کا ذکر کیا ہے جو عالمِ حشر کے بارہ میں آپؐ کو دکھایا گیا) آپؐ نے فرمایا کہ حشر کے دن سب لوگ بے ہوش ہوں گے اور سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا اور اچانک میری نظر پڑے گی تو مَیں دیکھوں گا کہ موسٰی علیہ السلام نے عرشِ الٰہی کو ایک طرف سے مضبوطی سے پکڑا ہؤا ہے اور مَیں نہیں کہہ سکتا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بے ہوش ہوئے اور پھر وہ یعنی موسٰیؑ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا یہ کہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوگی۔

(۴)

اِسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ

آپؐ ہمیشہ مُسکرا کر لوگوں سے ملتے۔ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہمیشہ آپؐ ہی اُس سے سلام میں پہل کرتے۔ جب کوئی مصافحہ کرتا تو جب تک وہ خود آپؐ کا ہاتھ نہ چھوڑے آپؐ ہاتھ نہ چھڑاتے۔ اگر کوئی شخص کسی کام یا کسی بات کے لئے آپؐ کو روکتا تو اُس وقت تک جب تک وہ خود بات ختم نہ کر لے آپؐ اُس کے پاس کھڑے رہتے۔ اگر کوئی مسکین غریب شخص بھی بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت کو جاتے۔ جنازوں کے ساتھ جاتے۔ غرباء کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے اور اپنے صحابہؓ کے ساتھ گھُل مل کر بے تکلّفی کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے۔ کسی مجلس میں تشریف لاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے اور کبھی یہ کوشش نہ کرتے کہ لوگوں کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے آگے جا کر بیٹھیں۔ اگر کوئی غلام بھی دعوت پہ بُلاتا تو بڑی بشاشت سے اس کی دعوت قبول فرماتے۔ گھر تشریف لاتے تو گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے۔ بازار سے گھر کے لئے سَودا سلف لے آتے۔ کپڑے کو پیوند کی ضرورت ہوتی تو خود ہی لگا لیتے۔ اپنا کام خود اپنے ہاتھ

سے کر لیتے۔ بکری کا دودھ خود دوھ لیتے۔ اپنے اُونٹ کو باندھتے اُسے چارہ ڈالتے۔ گھر کے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں کوئی عار نہ سمجھتے۔ اگر گھر کی خادمہ کو ضرورت پڑتی تو آٹا گوندھنے میں بھی اس کی مدد کر دیتے۔

۵

• عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَاَصَابَتْہُ مِنْ ھَیْبَتِہٖ رِعْدَۃٌ فَقَالَ لَہٗ ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَأَۃٍ مِنْ قُرَیْشٍ تَاکُلُ الْقَدِیْدَ۔

• وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنْ کَانَتِ الْاَمَۃُ مِنْ اِمَاءِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لَتَاْخُذُ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِہٖ حَیْثُ شَاءَتْ حَتّٰی تَقْضِیَ حَاجَتَھَا۔

• عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ امْرَأَۃً کَانَ فِیْ عَقْلِھَا شَیْءٌ جَاءَتْہُ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً قَالَ اجْلِسِیْ یَا اُمَّ فُلَانٍ فِیْ اَیِّ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ شِئْتِ، اَجْلِسْ اِلَیْکِ حَتّٰی اَقْضِیَ حَاجَتَکِ قَالَ فَجَلَسَتْ فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھَا حَتّٰی فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِھَا۔

(الشفا قاضی عیاض باب تواضعہ)

حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک (اجنبی) شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ کے چہرہ پر نگاہ پڑی اور آپؐ کا ایسا رُعب اس پر طاری ہوا کہ خوف سے کانپنے لگا۔ حضورؐ نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا بس بس ذرا حوصلہ سے کام لو کیوں اتنے خوف زدہ ہو رہے ہو میں کوئی بادشاہ تو نہیں میں تو (بس) ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سُوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ اِسی طرح حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اِس قدر منکسر المزاج تھے کہ اگر مدینہ کی لونڈیوں میں سے بھی کوئی لونڈی حضورؐ کے پاس اپنی کسی ضرورت کے لئے آتی تو وہ اِس بات میں کوئی تذبذب محسوس نہیں کرتی تھی کہ حضورؐ کا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ کو جہاں چاہے لے جائے اور اُس وقت تک حضورؐ کو اپنے ساتھ روکے رکھے جب تک اُس کا کام نہ ہو جائے۔

اِسی طرح حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ایک مجلس میں اپنے اصحابؓ کے ساتھ

تشریف فرما تھے کہ مدینہ کی ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا حضورؐ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ مجھے آپؐ سے کچھ کام ہے لیکن مَیں آپؐ سے ان لوگوں کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتی میرے ساتھ آکر میری بات علیحدگی میں سُنیں۔ حضورؐ نے اس کی بات سُنکر فرمایا کہ اے فلاں کی ماں تُو مدینہ کے راستوں میں سے جس راستہ میں چاہے مَیں وہاں تیرے ساتھ جاؤں گا وہاں بیٹھ کر تیری بات سُنوں گا اور جب تک تیری بات سُنکر تیری ضرورت پوری نہ کر دوں وہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضورؐ کی بات سُنکر وہ حضورؐ کو ایک راستہ پر لے گئی پھر وہاں جا کر بیٹھ گئی حضورؐ بھی اُس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جب تک اُس کی بات سُنکر اُس کا کام نہیں کر دیا حضورؐ وہیں بیٹھے رہے۔

(۶)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور آپؐ کی تعظیم اور آپؐ کے احترام کا بے نظیر نمونہ قائم کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اِس بات کا خیال رکھا کہ کِسی ایسے طریق پر آپ سے اظہارِ ادب نہ کیا جائے جو توحیدِ باری کے تقاضوں کے منافی ہو یا جس میں مشرکانہ رنگ پایا جاتا ہو۔ اور اگر معروف طریق پر بھی کسی نے اظہارِ ادب کیا لیکن آپؐ نے یہ محسوس کیا کہ اُس خاص موقع پر یہ طریق بھی ادب کے تقاضوں سے بڑھ گیا ہے اور توحید کے تقاضے مجروح ہو رہے ہیں تو اُس موقع پر اُس شخص کو معروف طریقِ ادب سے بھی منع فرما دیا صحابہؓ نے آپؐ کے ہاتھوں کا بوسہ بھی لیا لیکن بعض مواقع پر بعض اشخاص کو ایسا کرنے سے آپؐ نے روک دیا۔ اِسی طرح حضورؐ نے بعض مواقع پر اپنے لئے کھڑا ہونے سے بعض اشخاص کو روک دیا حالانکہ صحابہؓ آپؐ کی آمد پر آپ کے احترام میں کھڑے ہو جایا کرتے۔ خود حضورؐ کا یہ نمونہ تھا کہ جب حضرت فاطمہؓ آپؐ سے مِلنے آتی تھیں تو آپؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

(۷)

• وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلْتُ السُّوْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرٰی سَرَاوِیْلَ وَقَالَ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَاَرْجِحْ وَذَكَرَ الْقِصَّةَ قَالَ فَوَثَبَ اِلٰی یَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُهَا فَجَذَبَ یَدَهٗ وَقَالَ هٰذَا تَفْعَلُهُ الْاَعَاجِمُ بِمُلُوْكِهَا وَلَسْتُ بِمَلِكٍ

إِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ ثُمَّ أَخَذَ السَّرَاوِيلَ فَذَهَبْتُ لِأَحْمِلَهُ فَقَالَ صَاحِبُ الشَّيْءِ أَحَقُّ بِشَيْئِهِ أَنْ يَحْمِلَهُ۔ (الشفا قاضی عیاض باب تواضعہ)

• عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا لَهُ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَقَالَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ۔ (ایضاً)

• عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔

(باب مرجع النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب ومخرجہ الیٰ بنی قریظۃ ومحاصرتہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار گیا جہاں سے حضورؐ نے کچھ شلواریں خریدیں اور پھر آپؐ کے ساتھ آپ کا جو خزانچی تھا اُسے فرمایا کہ سکے تول کر اس دکاندار کو ان شلواروں کی قیمت ادا کر دو اور ہاں دیکھو پلڑا جھکا کر رکھنا اور ان شلواروں کی قیمت سے زیادہ قیمت دینا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے اس سارے واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی اور یہ بھی بتایا کہ جب حضورؐ اس دکان سے واپس جانے لگے تو وہ دکاندار تیزی سے حضورؐ کے ہاتھ کی طرف اسے بوسہ دینے کو بڑھا لیکن حضورؐ نے اپنا ہاتھ پرے کر لیا اور فرمایا دیکھو اس انداز میں تو تعظیم (تم) عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کی کرتے ہو اور میں تو بادشاہ نہیں (بادشاہ تو صرف اللہ ہی ہے) میں تو تم جیسا ایک آدمی ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں پھر حضورؐ نے جو شلواریں خریدی تھیں اُٹھالیں میں نے چاہا کہ میں انہیں پکڑ لوں لیکن حضورؐ نے فرمایا نہیں رہنے دو جس کی چیز ہو اس کو خود ہی اٹھانی چاہیئے۔

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا کہ حضورؐ اپنی سوٹی کو زمین پر ٹیکتے ہوئے ہماری طرف آرہے ہیں۔ ہم حضورؐ کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں بیٹھے رہو اور دیکھو جس انداز میں عجمی ایک دوسرے کے احترام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تم ایسے

نہ کھڑے ہؤا کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مَیں تو اللہ کا صرف ایک بندہ ہوں اس کے دوسرے بندوں کی طرح مَیں بھی کھاتا پیتا ہوں اور انہیں کی طرح مَیں بھی اُٹھتا بیٹھتا ہوں۔

حضرت سعدؓ بن ابراہیم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ بات ابوامامہؓ سے سُنی کہ انہیں حضرت ابوسعید خدریؓ نے بتایا کہ جب بنو قریظہ سعد بن معاذؓ کا فیصلہ ماننے پر راضی ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بُلا بھیجا حضورؐ کے حکم کی تعمیل میں حضرت سعدؓ اپنے گدھے پر سوار مسجد کے قریب پہنچے تو حضورؐ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور انصار کو بھی فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ کہ تمہارا سردار آتا ہے تم بھی اس کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ۔

۸

وہ جو خدا کو سب سے پیارا تھا۔ جو فخر الاوّلین والآخرین تھا۔ جو سیّد المرسلین تھا۔ وہ جس کے لئے زمین و آسمان بنائے گئے۔ وہ جو دُنیا میں جب جلوہ گر ہؤا تو اپنے حُسن و احسان کے نور سے زمین و آسمان کو روشن کر گیا اور جب اِس جہان سے رخصت ہؤا تو قیامت تک کے لئے اداسیوں کے اندھیرے بھر گیا۔ وہ جس کے اشارہ پر قوموں کی تقدیریں بدل گئیں۔ ہاں وہ جو کروڑہا انسانوں کے دل و دماغ پر حکومت کرتا ہے۔ وہ جس کی ایک آواز پر عشّاق نے اپنے خون بہا دیئے۔ وہ جس کے نام سے قیصر و کسریٰ لرزتے تھے۔ ہاں وہی جس کو اللہ کے بعد حقیقی بادشاہت حاصل تھی۔ اس نے اپنی تمام عمر عاجزی، اِنکساری اور مسکینی میں گذار دی لیکن جو عاجزی اور تذلّل اور انکساری آپ کے دل میں اللہ کے لئے تھی اُس کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اُس کا ایک ہلکا سا اندازہ آپؐ کی ایک دعا سے ہوتا ہے۔ سلیمان لخمی نے اپنی کتاب طبرانی کبیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پہ عرفات کے میدان میں جو دعائیں کیں ان میں یہ دُعا بھی تھی کہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ۔ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ۔ اَلْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ۔ اَسْاَلُکَ مَسْاَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ۔ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ

وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ شَقِیًّا وَكُنْ بِیْ رَؤُوْفًا رَحِیْمًا۔ یَاخَیْرَ الْمَسْؤُلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ۔

(طبرانی کبیر من ابن عباس بحوالہ فیض القدیر حدیث ۱۴۸۱)

اے میرے مولیٰ! تُو میری فریاد کو سُنتا ہے۔ تُو جانتا ہے کہ میری حقیقت کیا ہے۔ تُو میرے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔ میرے دل کی حالت اور میرے عمل کی حقیقت کچھ بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میرا کوئی معاملہ تیری نظر سے چُھپا ہؤا نہیں۔

مولیٰ! میرے مولیٰ! مَیں بدحال اور خستہ جان فقیروں کی طرح تیرے حضور تیرے رحم کی بھیک مانگنے آیا ہوں اور فریادی ہو کر تیری پناہ کی تلاش میں نکلا ہوں۔ ترساں و لرزاں آیا ہوں۔ کسی انعام کی طلب میں نہیں آیا صرف اپنی کمزوریوں کا اقراری ہو کر اعترافِ گناہ کے لئے حاضر ہؤا ہوں۔ مسکینوں اور عاجزوں کی طرح تیرے حضور تیرے رحم اور تیری عنایت کا سوالی بن کر آیا ہوں۔ دیکھ ایک کمزور گناہگار کی طرح تیرے حضور پڑا گڑگڑا رہا ہوں۔ خوف زدہ ہوں اور انتہائی کرب میں تجھ سے تیرے رحم کی بھیک مانگتا ہوں میری گردن تیرے حضور عاجزی سے جُھکی ہوئی ہے۔ میرے آنسو تیری جناب میں رواں ہیں۔ میری روح کی طرح میرا جسم بھی تیرے حضور سجدہ ریز ہے۔ میرے مولیٰ تیری خاطر سے مَیں نے کِرمِ خاکی کی طرح اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا ہے اور تیرے آستانۂ الوہیّت پر انتہائی عاجزی اور تذلّل سے گِرا ہوں۔

مولیٰ! تجھ سے بڑھ کر کون ہے کہ مَیں اُس کے دَر پر جاؤں اور اس کا سوالی بنوں۔ تیرے سوا کون ہے جو مجھے دے گا۔ سو میرے پیارے! مجھے اپنی جناب سے نہ دھتکارنا، میری دعاؤں کو رَدّ نہ کرنا۔ مجھے بدبختیوں کے حوالے نہ کر دینا۔

مولیٰ! نظرِ کرم کرنا۔ میرے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا۔ مولیٰ! رحم کرنا۔ رحم کرنا۔ رحم کرنا۔

تحریکِ پاکستان کا ایک نازک موڑ

اور

جماعتِ احمدیہ کی تاریخی خدمات

(مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر ربوہ)

جماعتِ احمدیہ بنیادی طور پر ایک مذہبی جماعت ہے کوئی سیاسی جماعت نہیں۔ اور جماعتِ احمدیہ نے ہر موقع پر حق و انصاف کا ساتھ دیا ہے۔ چونکہ ہندوستان میں مسلمان قوم ایک مظلومانہ زندگی کے دَور میں سے گزر رہی تھی۔ ہندوؤں نے انگریز کے ساتھ مل کر مسلمانانِ ہند کے حقوق غصب کر لئے تھے۔ جب ہندوستان میں مسلم حقوق کی آواز اُٹھی تو جماعتِ احمدیہ نے اس تحریک کی دامے درمے سخنے مدد کی اور تحریکِ پاکستان کے آغاز سے لے کر قیامِ پاکستان تک بھرپور حصّہ لیا اور قیامِ پاکستان کے بعد استحکامِ پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ ذیل میں تحریکِ پاکستان کے ایک اہم ترین مرحلہ نہرو رپورٹ اور اس کے مسلمانوں پر اثرات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

ہندوستان کے آئینی مسائل کے حل کے لئے برطانوی حکومت نے ایک کمیشن مقرر کیا۔ ۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو قائم ہونے والے اِس کمیشن کا مقصد اہلِ ہند کے مقاصد اور مطالبات کی تحقیقات کرنا تھا تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں نئی اصلاحات نافذ کی جائیں۔ کمیشن کے ساتوں ممبر انگریز تھے ظاہر ہے ایسے ارکان (جن کا وطن ہندوستان نہیں) ہندوستانی مسائل کے بارے میں ہمدردانہ نقطہ نظر نہیں رکھ سکتے تھے اور مسائل کی رُوح اور اس کے پس منظر سے واقف نہیں تھے اِس لئے کانگریس نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا مگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعتِ احمدیہ نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک کتابچہ "مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت" شائع فرمایا۔ یہ رسالہ اُردو اور انگریزی زبانوں میں وسیع پیمانے پر شائع کیا گیا۔ ہندوستان اور انگلستان کی تمام اہم شخصیات وزیرِ اعظم، وائسرائے، پارلیمنٹ کے

ممبران اور سیاست دانوں کو بھجوایا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کے مطالبات کو سمجھ سکیں۔حضرت امام جماعت احمدیہ نے کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے اور کمیشن کے سامنے مسلمانانِ ہند کے مطالبات پیش کرنے کے لئے یہ دلیل دی کہ ہندوؤں کے مطالبات سے انگریز اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ موتی لال نہرو اور سائمن کئی ماہ اکٹھے لندن میں رہ چکے ہیں اس لئے مسلمانوں کو کمیشن کے سامنے ضرور پیش ہو کر اپنے مطالبات پیش کرنے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی اس دلیل سے متاثر ہو کر جناب سر شفیع کی مسلم لیگ نے بھی کمیشن کے سامنے پیش ہو کر مطالبات پیش کئے۔

سائمن کمیشن کے سامنے ہندوستان کے آئینی مسائل کے لئے جماعتِ احمدیہ نے ایک وفد ترتیب دیا۔ جماعتِ احمدیہ کے وفد میں پنجاب کے مختلف حصوں سے سولہ نمائندے شامل تھے۔ جماعتِ احمدیہ کے وفد نے دو دفعہ (ایک دفعہ گورداسپور اور ایک دفعہ لاہور میں) کمیشن کے سامنے پیش ہو کر مسلمانانِ ہند کے حقوق کے تحفّظ کے لئے تجاویز پیش کیں اور اپنا میموریل پانچ لاکھ دستخطوں کے ساتھ کمیشن کو پیش کیا۔

حکومتِ ہند نے ہندوستانیوں کو اس کمیشن کے سلسلہ میں مطمئن کرنے کے لئے ہر صوبے میں ایک صوبائی کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ صوبہ پنجاب کی پنجاب کونسل کی طرف سے سات ارکان پر مشتمل صوبائی کمیٹی قائم کی گئی جس کے رکن محترم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب بھی تھے۔ چوہدری صاحب نے مسلمانانِ ہند کے مطالبات نہایت قابلیّت کے ساتھ کمیشن کے سامنے پیش کئے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہور کے انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے لکھا:-

> "شہادت دینے والوں پر جرح کرنے کے باب میں ایک نمایاں شخصیت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی ہے۔ آپ داڑھی رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کوئی دُور از کار بات نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ مطلب کی بات کہتے ہیں اور اس لحاظ سے آپ سر آرتھر فروم سے مشابہ ہیں یعنی آپ کی آواز نہایت پُر شوکت ہے اور نہایت برجستہ تقریر کرنے والے ہیں۔"
>
> (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۵۔ نومبر ۱۹۲۸ء)

جُداگانہ انتخاب

ستمبر ۱۹۲۷ء میں شملہ میں ہندو مسلم اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کو دعوت دی گئی تھی۔ اس کانفرنس کے بعد قائدِ اعظم

محمد علی جناح کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں تمام مسلمان جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ قائدِ اعظم اس وقت مخلوط انتخاب کے حامی تھے قائدِ اعظم نے پوری کوشش کی کہ نمائندے مخلوط انتخاب کی تائید کریں مگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس اجلاس میں جُداگانہ انتخاب کی تائید میں ایسی رواں، مدلل اور مؤثر تقریر فرمائی جس سے متاثر ہو کر نمائندوں نے جداگانہ انتخاب کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اِس موقع پر قائدِ اعظم نے کہا:

"مجھے ان تقریروں سے قوم کی اکثریت کا جداگانہ انتخاب کے حق میں ہونا معلوم ہو گیا ہے۔ جب ہندوؤں کے ساتھ فیصلہ کرنے کا موقع آئے گا تو میں ان کی اِس رائے کا خیال رکھوں گا۔"

نہرو رپورٹ

کانگرس کے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے نتیجہ میں مسٹر برکن ہیڈ وزیرِ ہند نے ایک بیان دیا کہ ہندوستانی اِس درجہ منقسم ہیں کہ وہ کسی متحدہ دستورِ اساسی پر متفق نہیں ہو سکتے اور کہا اگر وہ حکومت کے قائم کردہ کمیشن کا بائیکاٹ کرتے ہیں تو خود ہندوستان کے لئے مناسب دستور کا خاکہ تیار کر کے دکھا دیں۔

کانگرس نے وزیرِ ہند کے اِس چیلنج کو قبول کر لیا اور ۱۲ر فروری ۱۹۲۸ء کو آل پارٹیز کانفرنس دہلی میں طلب کی گئی یہ کانفرنس ۲۲ر فروری تک جاری رہی اور ایک سب کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جو دستور مرتب کرے۔ اس کانفرنس نے جو ریزولیشن منظور کئے مسلم لیگ نے فوراً اجلاس کر کے ان ریزولیشنز پر ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا اور اس طرح مسلم لیگ نے اپنے نمائندوں کو دستورِ اساسی تیار کرنے والی کمیٹی میں حصہ لینے سے روک دیا۔ ۱۹ر مئی ۱۹۲۸ء کو آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس بمبئی میں طلب کیا گیا اور دستور تیار کرنے کے لئے ایک نئی چھوٹی سی سب کمیٹی مقرر کی گئی جس میں مسلمانوں کی نمائندگی سر علی امام اور مسٹر شعیب قریشی کر رہے تھے۔ سر علی امام بوجہ بیماری صرف ایک اجلاس میں شریک ہو سکے اور مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے صرف شعیب قریشی باقی رہ گئے۔

اِس کمیٹی کی رپورٹ (نہرو رپورٹ) کو ہندوستانی عوام کے سامنے پیش کرنے کے لئے موتی لال نہرو نے ۲۸ تا ۳۰ر اگست ۱۹۲۸ء کو لکھنؤ میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جس کی صدارت ڈاکٹر انصاری نے کی۔ اِس کانفرنس میں مسلمانوں کے صرف دو نمائندے مولانا شوکت علی اور مولانا حسرت موہانی

تھے۔ رپورٹ کے اہم نکات درج ذیل ہیں :-

۱ ۔ ملک کا نظام وفاق کی بجائے واحدانی تجویز کیا گیا تھا (تا کہ مرکزی حکومت جو ہندوؤں کی ہوگی وہ صوبائی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کی پوزیشن میں ہمیشہ قائم رہے۔ ناقل)

۲ ۔ مخلوط انتخابات کا نظام رائج کیا جائے اس سے قومیت متحد ہوتی ہے (اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ مسلمان مخلوط انتخاب کو قبول کریں گے)

۳ ۔ سندھ کو بمبئی سے الگ کرنے کا مشروط وعدہ کیا گیا تھا۔ ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ سندھ اپنے اخراجات پورے نہیں کر سکے گا۔

۴ ۔ سرحد اور بلوچستان کے صوبوں کو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح سیاسی حقوق دینے کا کوئی ذکر نہ تھا۔

۵ ۔ مسلمانوں کو مرکز میں ۱/۳ نمائندگی دینے کی بجائے ۱/۴ نمائندگی دینے کی سفارش کی گئی تھی۔

۱۲ دسمبر ۱۹۲۸ء کو نہرو رپورٹ پر دوبارہ غور کرنے کے لئے کلکتہ میں آل پارٹیز کنونشن کا انعقاد ہوا جس میں نہرو رپورٹ میں ترامیم پیش ہوئیں۔ اِس اجلاس میں مسلم لیگ کی طرف سے قائدِ اعظم ۲۲ نمائندوں سمیت شریک ہوئے اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مفتی محمد صادق صاحب (ناظر امورِ خارجہ) اور مسٹر دولت احمد خان صاحب نے شرکت کی۔ مولانا محمد علی جوہر جو بطور کانگرس کے سابق صدر کے شامل ہوئے تھے کانفرنس میں مولانا جوہر کی سخت توہین کی گئی اور قائدِ اعظم نے جب اپنی ترمیمی تجاویز پیش کیں تو نہایت سختی سے مسترد کر دیا گیا بلکہ ایک نمایاں ہندو لیڈر جے کار نے کہا "جناح ضدی بچے کی طرح ہے جس کا دماغ کانگرس کے لاڈو پیار سے خراب ہو گیا ہے۔" جماعتِ احمدیہ کے نمائندوں نے نہرو رپورٹ میں ترمیم کے لئے دس ریزولیشن پیش کئے جن کو ایجنڈا میں شامل کیا گیا اور کنونشن میں پیش بھی ہوئے لیکن جس کنونشن میں مسلم لیگی ترامیم کا جو حشر ہوا تھا وہاں احمدی نمائندے کس طرح کامیاب ہو سکتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی دُور اندیش نگاہیں فوراً اس رپورٹ کے نتائج اور عواقب کو بھانپ گئیں چنانچہ حضور نے نہرو رپورٹ پر تبصرہ لکھا جو "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" کے نام سے شائع ہوا جس میں مسلمانوں کے مطالبات کا ناقابلِ تردید دلائل کے ساتھ معقول ہونا ثابت کیا اور نہرو رپورٹ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ چونکہ نہرو رپورٹ شائع ہو کر انگلستان اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ تک پہنچ چکی تھی اِس لئے اُردو اور انگریزی میں اِس کی وسیع اشاعت

کی گئی۔ ہندوستان میں تمام اہم شخصیات تک اِس تبصرہ کو پہنچانے کا انتظام کیا اور انگلستان میں احمدیہ مشن لندن نے نہرو رپورٹ پر تبصرہ کو ممبرانِ پارلیمنٹ، برطانوی سیاستدانوں اور وزراء تک پہنچانے میں خاصا کام کیا۔ اِس طرح نہرو رپورٹ کے پیدا کردہ مسلمانوں کے خلاف اثرات کو زائل کرنے کی یہ سب سے کامیاب ترین کوشش جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہی کی گئی اور اِس طرح پنڈت نہرو کی ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کوشش بُری طرح ناکام ہو گئی۔ اس تبصرہ کے سات نمایاں نکات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندوستان کی آئندہ حکومت فیڈرل اصول پر ہو یعنی صوبہ جات سے مرکزی حکومت کو اختیار دیئے جائیں نہ کہ مرکزی حکومت سے صوبہ جات کو۔

۲۔ جن صوبوں میں کسی قوم کی اقلیت کمزور ہو اسے اپنے حق سے زیادہ ممبرشپ دی جائے۔

۳۔ جداگانہ طریقِ انتخاب جاری رہے۔

۴۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر حقوق دیئے جائیں اور سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے صوبہ بنایا جائے۔

۵۔ کسی صوبہ میں بھی اکثریت کو اقلیت کی زبان یا اس کی طرزِ تحریر میں مداخلت کا حق حاصل نہ ہو۔

۶۔ حکومت مذہب یا مذہب کی تبلیغ میں دخل دینے کی مجاز نہ ہو۔

۷۔ اقوام کو ان کی تعداد کے مطابق ملازمتوں میں حصّہ دیا جائے۔ ان حقوق کو دستورِ اساسی میں داخل کیا جائے اور دستورِ اساسی کو اس وقت تک نہ بدلا جاسکے جب تک قلیل التعداد جماعتوں کی مرضی شامل نہ ہو۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جہاں نہرو رپورٹ کے نقصانات کی نشاندہی فرمائی وہاں مسلمانانِ ہند کے مطالبات کو نہایت واضح اور مدلل طور پر پیش فرمایا۔ آپ نے اِس تبصرہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے تفصیل کے ساتھ عملاً پہلی بار ایک وطن کا مطالبہ کیا کہ پانچوں اسلامی صوبوں بنگال، پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان پر مشتمل ایک فیڈریشن بنائی جائے۔ اس مطالبہ کی دُنیا کے دیگر ممالک میں ہونے والی مثالوں سے اہمیّت کو واضح فرمایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"پس موجودہ صورتِ حالات (۱۹۲۸ء ناقل) یہ ہے کہ مسلمانوں نے چاہا تھا کہ پنجاب، بنگال، سرحدی صوبہ، سندھ، بلوچستان آزاد اور خود مختار اسلامی صوبے ہوں ......
اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کا مطالبہ ضروری تھا؟ سو اس کا جواب یہ ہے

کہ اس امر کی ضرورت کو تمام دُنیا تسلیم کر چکی ہے کہ جن اقوام کے مذہب اور تمدّن میں اختلاف ہو انہیں آزاد نشوونما کا موقع ضرور ملنا چاہیئے ورنہ فساد اور فتنہ کا دروازہ وسیع ہو جاتا ہے اور صلح اور امن حاصل نہیں ہوتا۔ یورپ میں جہاں جہاں زبان اور تمدّن کا اختلاف ہے ان علاقوں کو الگ علاقہ کی صورت میں نشوونما پانے کا موقع دیا جاتا ہے۔ زیکوسیلویکا ..... میں روتھینیا کو الگ اور اندرونی طور پر آزاد حکومت عطا کی گئی ہے۔ ریاستہائے متحدہ کی ریاستوں کا قیام بھی اسی اصل پر ہے کہ چونکہ وہ الگ الگ پہلے سے قائم تھیں اور ہر اک کا ایک خاص طریق تمدن قائم ہو چکا تھا اور مذہب کا بھی اختلاف تھا اس لئے ریاستوں کو توڑ کر ایک حکومت قائم کرنے کی بجائے انہیں علیحدہ ہی رہنے دیا گیا۔

پس یہ مطالبہ بالکل عقل کے مطابق ہے اور اس کی ضرورت مسلمانوں کو یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص تمدّن اور اپنی روایات کو قائم رکھ سکیں اور ان کی قومی رُوح تباہ نہ ہو جائے جو ضرورت ہندوستان کو انگریزی اثر سے آزاد ہونے کی ہے وہی ضرورت مسلمانوں کو ان کی کثرت رکھنے والے صوبوں میں ایک حد تک آزاد رہنے میں ہے اگر یہ ضرورت غیر حقیقی ہے تو پھر ہندوستان کی آزادی بھی غیر حقیقی ہے۔" (صفحہ ۶۸، ۶۹)

پھر اسی تبصرہ میں پانچ خود مختار اسلامی صوبوں کی تجویز پیش کی اور فیڈریشن کے اصول کی مثال دے کر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

" زیکوسلویکا جس میں نئی قسم کا تجربہ کیا گیا ہے یعنی سارے ملک میں تو فیڈریشن نہیں ہے لیکن روتھینیا کے علاقہ کو ان لوگوں کے خوف کی وجہ سے کامل خود اختیاری حکومت دے دی گئی ہے جس کو کبھی مٹا نہ سکنے کا عہد زیکوسلویکا نے کیا ہے۔

مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اگر اسی طریق پر ہندو راضی ہو جائیں یعنی پانچوں مسلم صوبے فیڈریشن کے اصول پر ہندوستان سے ملحق رہیں اور ہندو صوبے مضبوط مرکزی حکومت کے ماتحت رہیں۔" (صفحہ ۶۴)

چنانچہ پروفیسر ریاض صدیقی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

" اس سال (۱۹۲۸ء ناقل) نہرو رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی فرقے کے راہنما مرزا بشیرالدین محمود احمد نے ایک تجویز پیش کی اور بنگال ..... شمال مغربی علاقوں پر

مشتمل ایک آزاد مسلمان علاقہ قائم کرنے کا مشورہ دیا ان کا خیال تھا کہ ہندو اور مسلمان دونوں اس قابل نہیں ہیں کہ آزادی کا بار حُسن و سلیقے سے اُٹھا سکیں اس لئے مسلمان اکثریت والے علاقوں کا وفاق سرکارِ برطانیہ کے زیرِ انتظام اپنا کام کرے۔ اقبال کا خطبۂ الٰہ آباد اِسی تجویز کی تعبیر و تشریح ہے"۔ (قراردادِ پاکستان کا منظر پس منظر ص۳۶)

مسلمانوں سے خطاب

ہندوؤں کی بھرپور کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کا جداگانہ انتخاب کا مطالبہ تسلیم نہ ہونے پائے اور اس طرح مسلمانانِ ہند ہمیشہ کے لئے ہندو کے غلام بنائے جا سکیں مگر جماعتِ احمدیہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کے مطالبے کو منظور کرانے کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے نہرو رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ان مسلمانوں کو جو ہندوؤں کے زیرِ اثر مخلوط انتخاب کے حامی تھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں نہیں کہتا کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشش نہ کرو جبکہ انگلستان نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہندوستان کو نیابتی حکومت کا حق ہے اِس لئے جو جائز کوشش کی جائے مَیں اس میں اپنے دوسرے بھائیوں کے شریک ہوں مگر جو چیز مجھ پر گراں ہے اور میرے دل کو بٹھائے دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کئے بغیر آئندہ طریقِ حکومت پر راضی ہو جائیں اس کے نتائج نہایت تلخ اور نہایت خطرناک نکلیں گے اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ جب تک دونوں مسلم لیگوں کی پیش کردہ تجاویز کو قبول نہ کر لیا جائے اس وقت تک وہ کسی صورت میں بھی سمجھوتے پر راضی نہ ہوں ورنہ جو خطرناک صورت ہوگی اس کا تصوّر کر کے بھی دل کانپتا ہے"۔ (مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ صفحہ ۳۵، ۳۶)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ میں جس تفصیل اور مدلّل طور پر مسلمانوں کے مطالبات کو پیش فرمایا اور مسلمانوں کو اِس امر کی طرف متوجہ کیا کہ متحد ہو کر مسلمانانِ ہند کے حقوق کے تحفّظ اور ان کے لئے ایک الگ وطن کے حصول کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے اور پھر ایک سکیم کے تحت کوشش کی جائے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانانِ ہند کو اپنی اور جماعتِ احمدیہ کی خدمات پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں اور احمدیہ جماعت اِس معاملہ میں باقی تمام ..... فرقوں کے ساتھ مل کر ہر قسم کی

جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں اور مَیں احمدیہ جماعت کے وسیع اور مضبوط نظام کو اس اسلامی کام کی اعانت کے لئے تمام جائز صورتوں میں لگا دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

(مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ صہ ۱۱۶)

تحریکِ پاکستان کے اہم ترین مرحلہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بھی جس طرح آپ نے مسلم لیگ کی امداد فرمائی تاریخ پاکستان اس پر گواہ ہے۔ عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت کے سلسلہ میں آپ نے بنفسِ نفیس دہلی جاکر قائدِ اعظم محمد علی جناح، گاندھی، نہرو، وائسرائے ہند، سر سلطان احمد، نواب چھتاری، سر فیروز خاں نون سے ملاقاتیں کیں اور مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل ہونے پر آمادہ کیا۔ پھر خضر حیات وزارت کا استعفےٰ ہو یا تقسیمِ ہندوستان اور باؤنڈری کمیشن کی کارروائی وہ مردِ خدا خود کارروائی کے دَوران عدالت میں موجود رہا اور مسلم کیس کو مضبوط بنانے کے لئے امریکہ اور انگلستان سے لٹریچر منگوایا اور لندن سکول آف اکنامکس کے مشہور جغرافیہ دان پروفیسر سپیٹ کو جماعت کے خرچ پر منگوایا تاکہ نقشے تیار کرکے مسلم لیگ کے کیس کو مدلّل طور پر پیش کیا جاسکے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی وہ ملّت کا فدائی ہر وقت استحکامِ پاکستان کے لئے فکرمند رہا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ آپ نے ۱۹۲۸ء میں جو عہد کیا تھا آپ اس عہد پر پورے اُترے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(اداریہ ——— بقیہ صہ ۲)

خدائے زبردست خطا بخش کی طرف بُلاتا ہوں۔ یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو دُنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی میں اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں وہ سب دوزخی ہوں گے۔ سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے اور مَیں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُس (مومن) کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہُوا۔"

(سورہ مومن آیت ۲۸ تا آیت ۴۵ مترجم مولانا محمد اشرف صاحب تھانوی)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو ۲۳ اگست کو ہوگا

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفِ زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ بوقت ۸ بجے صبح وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ میں ہوگا۔ جن امیدواران کی طرف سے درخواستیں موصول ہو چکی ہیں ان کو انٹرویو کیلئے تفصیلی چٹھی بھجوائی جا رہی ہے امیدواران اس چٹھی کے مطابق مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔

۲۔ جن امیدواران نے ابھی تک درخواست نہیں دی لیکن وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے صدر صاحب کی سفارش کے ساتھ ارسال فرمائیں اور خود مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔ درخواست میں مندرجہ ذیل کوائف ضرور درج کریں:۔
نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم۔ پاس کردہ امتحان میں حاصل کردہ نمبر اور ڈویژن۔ مکمل پتہ۔

۳۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اصولاً امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔ ایف۔ اے، بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کے لئے عمر اِس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ)

پیارے آقا کا محبّت بھرا سلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں۔

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ
اگست ۱۹۸۶ء
(ایڈیٹر) مرزا محمد الدین ناز

جو خدا کے دین کی حفاظت میں مستعد رہتے ہیں خدا خود ان کی حفاظت کرتا ہے

جس عظیم امانت کی حفاظت کا تم نے عہد کیا ہے اس پر قائم اور مستعد رہو

اگر تم عہد پر قائم اور مستعد رہو گے تو خدا کے فرشتے تمہاری حفاظت کریں گے

بیت الفضل لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الرعد کی آیت ۱۲ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا۔ یہ آیت بہت وسیع مطالب پر محیط ہے۔ اس کی وسعتیں حال سے ہی نہیں بلکہ ماضی سے اور ماضی سے ہی نہیں بلکہ بہت دور کے ماضی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ مزید برآں مستقبل سے ہی نہیں بلکہ بہت دور کے مستقبل تک ان کا اثر چلتا چلا جاتا ہے۔ یہ آیت ایک ہمہ گیر مضمون کی حامل ہے یہ دنیاوی امور سے بھی تعلق رکھنے والی آیت ہے اور دینی امور سے بھی۔ یہ عمومی رنگ میں بھی حفاظت کے مضمون پر روشنی ڈالتی ہے اور خصوصی رنگ میں بھی حفاظت کے مضمون کو بیان کرتی ہے۔ یعنی دنیوی حفاظت کا بھی اس میں ذکر ہے اور دینی حفاظت کا بھی۔ وہ مضمون بھی اس آیت میں بیان ہوا ہے جس سے جماعت عرصہ دراز سے آگاہ ہے اور وہ ہے مجددیت کا مضمون۔ یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی کیسے حفاظت فرمائے

(باقی صـ۴ پر دیکھیں)

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۶۵ ہش

اگست ۱۹۸۶ء

★★★★★

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ ۹ ظہور / اگست۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

" بائیں ہاتھ میں تا حال تکلیف ہے کمزوری بھی بہت ہے "

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ (۸ ظہور / اگست) آج یہاں البیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ دیا۔

آج کے خطبہ جمعہ میں محترم مولانا صاحب نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے یکم اگست کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔ اور بعد ازاں احباب جماعت کو نماز با جماعت کے قیام کی نہایت احسن اور دلنشیں انداز میں تلقین فرمائی اور اسی ضمن میں جو کمی رہ گئی ہوئی ہے دور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الباقی صاحب مرحوم کی رحلت

محترمہ اسماء طاہرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب (مرحوم) تحریر فرماتی ہیں کہ میری والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الباقی صاحب مرحوم جو کہ عرصہ دو سال سے اپنے بیٹے ڈاکٹر عبد المالک شمیم احمد صاحب کے یہاں بغرض علاج واشنگٹن امریکہ میں مقیم تھیں مورخہ ۱۰ جولائی کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

جنازہ ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب جماعت سے ان کی مغفرت کے لئے اور درجات کی بلندی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ نیز ہم بہن بھائیوں کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبرِ جمیل کی توفیق دے اور ہمارا خود حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

عیدالاضحی کی قربانیوں میں عقلمندوں کیلئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں

حقیقی عابد وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنے ربّ کی رضاجوئی کے لئے ذبح کر ڈالے

نجات اسی میں ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے

اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقر عید کا دن ہے غور کرو اور سوچو کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربان کرتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے کیا جاتا ہے......اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ اور انکو ان قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی اُمتوں کے لوگ کیا کرتے تھے اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے..... حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اس کے ان محبوبوں کے جن کی طرف اس کا دل کھینچا گیا ہے اپنے رب کی رضاجوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے اور خواہش نفسانی کو دفع کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں اور نابود ہو گئیں اور وہ خود بھی گداز ہو گیا اور اس کے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور چھپ گیا اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں اور اس کے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت دھکّے اڑا کرلے گئے...............اور وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے کہ جو بُرے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے اور ایسا حاکم ہے کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اس میں ہے کہ اس بُرا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاردوں سے ذبح کر دیا جائے اور خلقت سے قطع تعلّق کرکے خدا تعالےٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ انواع واقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے تا نفس غفلت کی مَوت سے نجات پاوے.......اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔ (" خطبہ الہامیہ " صفحہ ۳۱ تا ۳۴)

بقیہ: خطبہ حضور صفحہ اوّل سے آگے

گا اور فرماتا چلا جائے گا۔ جس طرح ماضی میں تورات نے اس نبیؐ کے پیغام کی حفاظت کی بنیادیں قائم کیں، اسی طرح مستقبل میں اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ مُعَقِّبٰت بھیجے گا۔

فرمایا: یہ تفصیلی مضمون ہے۔ میں ایک خاص حصے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں۔ فرمایا: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ میں ایک تو عام مضمون بیان ہوا ہے یعنی ہر وہ ذات جو زندہ ہے وہ یوں ہی از خود زندہ نہیں ہے بلکہ قیوم خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کے ایسے گہرے انتظام ہیں جو اس ذات کی پیدائش سے بھی پہلے سے چلے آ رہے ہیں اور جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہیں گے اس کے پیچھے یعنی ماضی میں بھی اس کی حفاظت کا انتظام تھا اور اس کے آگے یعنی مستقبل میں بھی اس کی حفاظت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر اس کی زندگی کے دوران بھی آگے اور پیچھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں۔ ورنہ زندگی کا از خود قائم رہنا ممکن ہی نہیں۔ لکھو کھا ایسے اسباب موجود ہیں جن کو اگر زندگی پر غلبہ پانے کی اجازت دے دی جائے تو ان میں سے ایک سبب ہی زندگی کو فنا کرنے کے لئے کافی ہے۔

فرمایا: سردست میں حفاظت کے دوسرے حصے یعنی روحانی حصے کی طرف توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کا پیغام مراد ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ میں حفاظت کا سب سے زیادہ اہل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا گیا اور فرمایا گیا کہ آپؐ کی نبوت کے آغاز سے بھی پہلے خدا تعالیٰ نے آپؐ کے پیغام کی حفاظت کا انتظام کر رکھا تھا اور جتنے انبیاء آئے ہیں وہ اس پیغام کو حفاظت کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے گئے جس طرح ریلے ریس ہوتی ہے اس طرح ایک نبی سے دوسرے نبی اور دوسرے نبی سے تیسرے نبی تک پیغام منتقل ہوتا رہا اور بالآخر مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین ہیں ان تک یہ دین کی امانت بحفاظت منتقل کی جائے۔

حضور نے فرمایا: قیامت تک اس پیغام کی حفاظت کا سامان کیا گیا ہے چنانچہ ایسے مُعَقِّبٰت خدا تعالیٰ بھیجتا چلا جائے گا کہ جب بھی اس [illegible]

مُعَقِّبٰت اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ فرمایا: یہاں آپ کے لئے ایک دلچسپ مضمون بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہرگز ایسی قوم سے اپنی نعمتیں نہیں چھینتا اور اس سے پیار کا سلوک ترک نہیں کرتا جو اس امانت کی حفاظت کرتی ہے جو خدا نے ان کو دی ہوئی ہے، یہاں وہ امانت مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ایک قوم کے سپرد کی گئی۔ اور خدا تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ قوم امانت کی حفاظت کرے گی تو خدا تعالیٰ اس قوم سے اپنی نعمتیں نہیں چھینے گا۔ اور جب تک وہ اس امانت کی حفاظت میں مستعد رہے گی خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے چلے جائیں گے۔

فرمایا: ہمیں بحیثیت جماعت جتنے بھی خطرات درپیش ہیں، ان پر یہ آیت چسپاں ہوتی ہے۔ ہمارے جتنے خطرات ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو ہماری ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ تمام خطرات کا تعلق حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کی کوشش سے ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی آمد کی غرض و غایت دین حق کو از سر نو زندہ کرنا ہے اور پوری شان اور کامل حسن کے ساتھ اسے دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ دین حق پر جتنے بھی دکھ نازل ہوئے ہیں انہیں دور کرنے کا کام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ فرمایا: ہر احمدی کی زندگی کا بجز اس کے اور کوئی مقصد نہیں آپ کو جو خدشات لاحق ہیں وہ خالصۃً دین حق کی حفاظت کے لئے درپیش ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر تم میرے دین کی حفاظت میں مستعد رہے تو میں تمہاری حفاظت کرونگا۔

ہمیں تو چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ تعاقب کرنے والے تمہارے پیچھے دوڑیں گے لیکن ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ تمہارے آگے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والے دوڑ رہے ہوں گے اور تمہارے پیچھے بھی حفاظت کرنے والے دوڑ رہے ہوں گے۔ کون ہے جو تعاقب کر کے تمہیں نقصان پہنچا سکے۔ شرط یہ ہے کہ جس عظیم امانت کی حفاظت کا عہد کر کے تم اس پر ڈٹے ہوئے ہو، اس پر قائم اور مستعد رہو۔ اگر ایسا ہوا تو فرشتے لازماً تمہاری حفاظت کریں گے۔ اور جماعت ان تمام نعمتوں سے متمتع ہوگی جو نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو عطا ہوئی تھیں۔

آخر میں حضور نے عمومی دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ [illegible]

جاتے ہوئے بھی دعا کرتے چلے جائیں کیونکہ نیتوں میں بدارادون کا اضافہ ہو رہا ہے اور شرارت بڑھ رہی ہے اس لئے بہت زیادہ آپ کو خدائی حفاظت کی ضرورت ہے۔ حفاظت کا ایک ہی طریق ہے اور خود قرآن نے اسے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ دین حق کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں، خدا کے فرشتے آپ کی حفاظت کریں گے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ انٹرویو ۲۳ اگست کو ہوگا

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفِ زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ بوقت ۸ بجے صبح وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔ جن امیدواروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہو چکی ہیں ان کو انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بھجوائی جا رہی ہے امیدوار اس چٹھی کے مطابق مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔

۲۔ جن امیدواروں نے ابھی تک درخواست نہیں دی لیکن وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ارسال فرمائیں اور خود مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔ درخواست میں مندرجہ ذیل کوائف ضرور درج کریں۔

۳۔ نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم۔ پاس کردہ امتحان میں حاصل کردہ نمبر اور ڈویژن۔ مکمل پتہ۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر) ہونا ضروری ہے۔

ایف اے۔ بی اے اور ایم اے پاس کے لئے عمر اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ناظمین اطفال و قائدین اضلاع متوجہ ہوں

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہونے والے سالانہ امتحانات کے حل شدہ پرچہ جات جلد از جلد مرکز میں بھجوانے کی کوشش کریں۔

سیکرٹری تعلیم

(مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم ابتہاج علی زبیری ریٹائرڈ کمشنر بحالیات وفات پا گئے

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم ابتہاج علی صاحب زبیری ریٹائرڈ کمشنر بحالیات ۳۰ جولائی ۱۹۸۶ء کو لنڈن میں وفات پا گئے۔ مرحوم جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لنڈن تشریف لے گئے تھے۔ اور حضور سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ حضور نے ازراہ شفقت نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور جنازہ پاکستان لایا گیا۔ ۳ اگست کو مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے بعد نماز عصر گولبازار کے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثرت سے لوگوں نے شمولیت کی۔ بعد ازاں مقبرہ نمبر ۱ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے کے علاوہ سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ بچوں میں افتخار محمود زبیری لنڈن۔ ایاز محمود زبیری امریکہ فرحت ایاز امریکہ اور خالد محمود زبیری F-169 اٹک شہر پاکستان میں ہیں۔

مرحوم نے پنشن حاصل کرنے کے بعد اٹک شہر (کیمبلپور) میں رہائش اختیار کی اور مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجا لاتے رہے۔ کچھ عرصہ وکالتِ تبشیر میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ مرحوم اکثر اخبارات میں دلچسپ مضامین لکھا کرتے تھے۔ آپ شاہجہان پور یوپی سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کے والد داروغہ ابتہاج علی صاحب بہت مخلص احمدی تھے۔ مرحوم زبیری صاحب ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب ربوہ۔ ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب امیر ضلع اٹک۔ مرزا عبدالقدیر صاحب کراچی اور مرزا عبدالسمیع صاحب سٹیشن ماسٹر ریٹائرڈ صدر محلہ دارالرحمت وسطی کے بہنوئی تھے۔

(پروفیسر مبارک احمد انصاری ربوہ)

خدا نہایت کریم و رحیم وفادار اور عاجزوں پر رحم کرنیوالا ہے

تم بھی وفادار بن کر صدق و صفا سے دعا کرو وہ تم پر رحم فرمائے گا

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں ماندہ نہیں ہوتے۔ اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم حیا والا صادق وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور صفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔"

عید الاضحیہ ایک تمثیل کا درجہ رکھتی ہے

"عید الاضحیہ خدا تعالیٰ کی خاطر جانے والی قربانیوں کے حق میں ایک تمثیل کا درجہ رکھتی ہے۔ مزید برآں یہ اس یقین سے مالا مال کر دکھاتی ہے کہ خدا کی راہ میں کی جانے والی قربانیاں رائیگاں نہیں جاتیں۔ وہ ضرور ان کا اجر دیتا ہے۔ احمدیوں کے لئے تو یہ عید حوصلہ افزا بشارتوں کا ایک پیغام ہے آج کوئی نہیں جو احمدیوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی پیش کرنے کی ہمہ گیر اہمیت کی حقیقی معرفت سے بہرہ ور ہو۔ وہ حقیقی عید جو بالآخر قربانیوں کے نتیجہ میں میسر آتی ہے وہ تمہارے لئے ہی مقدر ہے اسی ایمان اور یقین پر قائم رہو اور ثبات قدم اور استقامت کا ثبوت دیتے چلے جاؤ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔"

(سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا پیغام عید الاضحیٰ ۱۹۸۵ء)

جماعت احمدیہ کی ترقی اور غلبہ کا راز جماعت کے رکوع اور سجود میں مضمر ہے

آپ کے رکوع و سجود جس قدر عاجزی اور انکساری سے ہوں گے خدا کی طرف سے اسی قدر علوّ اور عظمتیں آپ کو نصیب ہونگی

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۸۵ء سے ایک اقتباس

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے بیت الفضل لندن میں ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کا ایک حصہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

تشہدّ و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۶ کے آخری حصہ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:۔

نماز سے گہرا تعلق رکھنے والی دو صفات الٰہیہ

سورہ فاتحہ کو جو مقام سورتوں میں حاصل ہے وہی مقام آیت الکرسی کو آیاتِ قرآنیہ میں حاصل ہے۔ یہ ایک ایسی آیت ہے جو ایک غیر معمولی شان اور غیر معمولی امتیاز رکھتی ہے۔ اور اس شان کی آیت تمام دنیا کی سماوی کتب میں بھی تلاش کریں تو آپ کو کوئی نظیر نہیں ملے گی۔ ویسے تو قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی نظیر بنا نا ممکن نہیں مگر جب ہم یہ کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ غیر اللہ کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ لیکن جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ دوسری کتب میں اس کی نظیر نہیں ملتی تو مراد یہ ہے کہ جو شان آیت الکرسی کو حاصل ہے اس شان کی کوئی ایک آیت بھی دوسرے ادیان کی کتب سماویہ میں آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ لیکن اس کی تفسیر کی غرض سے میں اسی وقت یہاں کھڑا نہیں ہوا۔ میں نے اس آیت کا آخری حصہ یعنی وسع کرسیہ ...... العظیم کی اس لئے تلاوت کی ہے کہ اس میں باری تعالیٰ کی دو صفات کا ذکر ملتا ہے جن کا نماز سے گہرا تعلق ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علو کا ذکر ہے۔ رکوع میں ہم خدا کی عظمت کے گیت گاتے ہیں اور سجدہ میں اس کے علو مرتبت کے گیت گاتے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نماز کے ارکان میں رکوع و سجود کو جو امتیازی شان حاصل ہے ویسی اور کسی رکن کو حاصل نہیں۔ تو گویا رکوع اور سجدہ نماز کا معراج ہیں اور ان کے لئے خدا تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اپنی حمد میں سے عظیم اور اعلیٰ کی یہ دو صفات چنی ہیں۔

سمع اللہ لمن حمدہ کہنے میں حکمت

میں اس مضمون پر غور کرتا رہا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر حرکت سے پہلے اللہ اکبر کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن رکوع سے بلند ہوتے وقت اللہ اکبر کی بجائے ہم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہیں۔ تو اس کی دو وجوہات میری سمجھ میں آئیں۔ اوّل یہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ظاہری حرکات کی مناسبت کا تعلق ہے رکوع سے اگلا قدم سجدہ ہے لیکن رکوع سے اگر سیدھا سجدہ میں چلے جائیں تو اس سے سجدہ اور قیام کے درمیان جو نمایاں امتیاز پیدا ہونا چاہیئے وہ امتیاز پیدا نہیں ہو سکتا۔ سجدہ میں جو عاجزی کی شان ہے ویسی شان نہیں بن سکتی جب تک کھڑی حالت سے انسان سجدہ میں نہ گرے۔ اس لئے دراصل یہ ایک INTERLUDE (درمیانی وقفہ) ہے جب ہم سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر دوسری مرتبہ کھڑے ہوتے ہیں تو رکوع اور سجدہ کے درمیان ایک وقفے کی حالت پیدا ہو جاتی ہے جس سے سجدہ کی عظمت کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا ہے دوسری وجہ یہ سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور علو مرتبت کا اظہار ہی دراصل حمد کا معراج ہے اس لئے

ان دونوں کے مابین سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر مطلع فرمایا گیا کہ وہ لوگ جو خدا کی عظمت اور اس کے علو کے گیت گاتے ہیں انہیں خوشخبری ہو ان کو مبارک ہو کہ ان کی دعائیں سنی گئیں۔

پس اس پہلو سے جب خدا کے عظیم ہونے اور اس کے اعلیٰ ہونے پر غور کیا جائے تو رکوع میں بھی اور سجدہ میں بھی بہت زیادہ گہرائی پیدا ہو جاتی ہے اور بہت زیادہ عظمت پائی جاتی ہے تاہم یہ ضروری نہیں کہ اسی حالت

میں ہر دفعہ غور کیا جائے بلکہ یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم کی رو سے مومن ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے صفاتِ باری تعالیٰ پر غور کرتے رہتے ہیں اور اس غور کے نتیجہ میں خدا کی صفات ان کے اندر نئی شان کے ساتھ جنم لینے لگتی ہیں گویا ان کے وجود میں بھی اور ان کے تصورات میں بھی صفاتِ باری جلوہ گر ہو جاتی ہیں اور پھر جب وہ سبحان ربی العظیم کہتے ہیں تو ان کا خدا کو عظیم کہنا دوسرے لوگوں کے عظیم کہنے کے برابر نہیں ہو سکتا یا یوں کہنا چاہیئے کہ عام لوگوں کا خدا کو عظیم کہنا ان لوگوں کے عظیم کہنے کے برابر نہیں ہو سکتا جنہوں نے خدا کی عظمتوں پر غور کیا ہو اور اس کی عظمتوں کو پہچانا ہو اور اس کی عظمتوں کو اپنے وجود پر وارد کیا ہو۔ اسی طرح علو کا مضمون ہے۔ اس میں بھی بہت ہی وسعتیں پائی جاتی ہیں تو ان پر جتنا آپ غور کریں گے اتنی ہی زیادہ آپ کے رکوع اور آپ کے سجدوں میں اللہ تعالیٰ برکتیں رکھ دے گا اور اتنی ہی زیادہ سمع اللہ لمن حمدہ کا وعدہ آپ کے حق میں پورا ہو گا۔

لفظ عظیم کی تشریح

چنانچہ اس حکمت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں آپ کے سامنے مثال کے طور پر لفظِ عظیم کو رکھتا ہوں اور اس کی وضاحت کرتا ہوں ویسے تو یہ مضمون بہت ہی لمبا اور وسیع ہے لیکن سمجھانے کے لئے ذیل میں چند باتیں مختصراً بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی بات:۔ عظیم کے متعلق سب سے پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ اپنی ذات میں نہ اچھائی کے معنی رکھتا ہے نہ برائی کے معنی رکھتا ہے بلکہ نہایت بڑی چیزوں کے بارے میں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً فرمایا عذابٌ عظیمٌ۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو مکروہات میں سے ہیں یا نہایت ہی خوفناک حیثیت رکھنے والی چیزیں ہیں ان کے متعلق بھی عظیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عذابٌ عظیمٌ کے مقابل پر مغفرۃٌ واجرٌ

الخزی العظیم کا لفظ آیا اور اس کے مقابل پر الفوز العظیم بھی فرمایا گیا یعنی بہت بڑی کامیابی۔ پھر الحنث العظیم فرمایا یعنی ایسا گناہ جو بہت ہی بڑا ہو اور اس کے مقابل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ انک لعلیٰ خُلُقٍ عظیم تو بہت ہی بڑے خلق پر واقع ہوا ہے تیرا خلق بہت بڑا ہے۔ اسی طرح حظٍّ عظیم بڑے معنوں میں بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے اور اچھے معنوں میں بھی۔ ذو حظٍّ عظیم کا محاورہ بعینہٖ ایک دوسرے سے بالکل مخالف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ملکٌ عظیم بھی فرمایا گیا اور العلی العظیم بھی۔ پس یہ لفظ اپنی ذات میں بہت وسعت رکھتا ہے۔ جب ہم سبحان ربی العظیم کہتے ہیں۔ تو اس وقت یہ معنی تقسیم ہو جاتے ہیں۔ وہ سارے معنی جو برے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں اور عظیم کے وہی معنی باقی رہ جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھ کر اپنے اندر حسن پیدا کر لیتے ہیں۔

پس پہلا اور واضح پیغام ہمیں یہ ملا کہ عظمت اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں محض بڑی نظر آنے والی یا رعب دار چیزیں جن سے انسان مرعوب ہو جائے اور اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کرے ان چیزوں کی اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں۔ عظمت وہی ہے جو ربّ کی طرف منسوب ہو۔ عظمتیں وہی ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوں۔ پس عظمت کا تصور جو فی ذاتہٖ انسان کو غلط رستوں کی طرف لے جا سکتا تھا رکوع نے غلط سمتوں میں جانے والے آدھے رستے کے آگے روکیں کھڑی کر دیں، دیوار بنا دی اور صرف اچھی عظمتوں کی طرف جانے کی تمنا پیدا کر دی اور سبحان ربی العظیم میں میرا رب کہہ کر ایک امید پیدا کر دی کہ ان عظمتوں کو تم بھی حاصل کر سکو گے کیونکہ یہ ساری عظمتیں تمہارے ربّ کے پاس ہیں۔ جب تم کہتے ہو "میرا رب" تو مراد ہے وہ رب، ہاں وہ رب جس سے میں سب کچھ حاصل کر سکتا ہوں، جو میرا مالک، و خالق ہے۔ میں اس سے جتنا تعلق بڑھاؤں گا اتنی ہی بڑی عظمتیں مجھے نصیب ہوں گی۔

دوسری بات:۔ دوسرے لفظ عظیم اپنی ذات میں ایک ایسا پُر عظمت لفظ ہے جو باقی صفات باری تعالیٰ سے ممتاز ہے اللہ تعالیٰ کی کوئی ایک بھی صفت ایسی نہیں جس کو دوسری صفت پر چسپاں کیا جا سکے۔ مثلاً آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم منتقم ہے یا اگر ایک خاص عارفانہ معنوں میں کوئی یہ بھی کہہ سکے تب بھی یہ نہیں کہیں گے کہ اول منتقم ہے، آخر منتقم ہے، باطن منتقم ہے، ظاہر منتقم ہے، رحمٰن منتقم ہے اور غفور منتقم ہے۔ بعض صفات بعض دوسری صفات کے ساتھ جوڑ تو کھا جائیں گی لیکن بعض صفات پر چسپاں نہیں ہو سکتیں مگر خدا تعالیٰ کی صفتِ عظیم دوسری صفت کے ساتھ لگ کر اس میں عظمت کے معنی پیدا کر دیتی

ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ وہ عظیم رحمان ہے، عظیم غفور ہے وہ عظیم رحیم ہے، وہ عظیم منتقم ہے، وہ عظیم باطن ہے، وہ عظیم ظاہر ہے، وہ عظیم اوّل ہے، وہ عظیم آخر ہے۔ غرض اس لفظ کے اندر جو عظمت پائی جاتی ہے وہ اس میں اتنی وسعت پیدا کر دیتی ہے کہ تمام صفات باری تعالیٰ کے ساتھ چسپاں ہو کر یہ لفظ ان کو ایک نئی شان کے ساتھ نمایاں کر دیتا ہے۔

پس جب آپ عظیم کہتے ہیں تو اس لفظِ عظیم کے اندر خدا کی ہر صفت کا تصور باندھ سکتے ہیں۔ اور یہ سوچ سکتے ہیں کہ میرا وہ ربِ عظیم ہے جو یہ ہے میرا رب عظیم ہے جو یہ ہے اور اس طرح ہر قسم کی دعا اس تحمید کے اندر داخل کر سکتے ہیں۔ یعنی بظاہر خدا کی حمد کے گیت گا رہے ہیں۔ بباطن اس کی حمد کے گیت گا رہے ہیں لیکن ساتھ ہی دعا کا مطلب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ کسی خاص حالت میں جب اپنے گناہوں کے تصور سے انسان کی جان ہلاک ہو رہی ہو اس وقت جب وہ ربیّ العظیم کہے گا تو خدا کی مغفرت کی عظمت کا تصور نمایاں طور پر اس کے سامنے آئے گا اس کے عفو کا تصوّر نمایاں طور پر اس کے سامنے آئے گا اور وہ یہ سوچے گا کہ مَیں بہت گنہگار ہوں لیکن میرا رب بہت عظیم ہے وہ اپنی مغفرت میں بہت عظیم ہے وہ اپنے عفو میں بہت عظیم ہے۔ غرضیکہ اس لفظ کی عظمت میں تمام عظمتیں سما جاتی ہیں اور اس ایک صفت کے اندر خدا تعالیٰ کی تمام صفتوں کا بیان ہو سکتا ہے۔ اور دعا کے رنگ میں اس کا اظہار ہو سکتا ہے۔

خُدا کے سوا کوئی اعلیٰ نہیں

جہاں تک لفظ اعلیٰ کا تعلق ہے ایک بات یہ غور طلب ہے کہ اگرچہ عظیم کے لفظ میں مدمقابل کا تصور ذہن میں نہیں ابھرتا بلکہ کسی عظیم کے مقابل پر اپنا عجز سامنے آتا ہے۔ مگر لفظ علو میں ایک مدمقابل کا تصوّر بھی لازماً ابھرتا ہے ایسی چیز جو کسی دوسرے پر غالب ہو کسی دوسرے سے بلند ہو اعلیٰ کہلاتی ہے چنانچہ علو جو خدا تعالیٰ کی صفت کا حصہ ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کی ہر صفت کے ساتھ چسپاں ہو کر غیر اللہ کے مقابل پر اطلاق پائے گا۔ جب آپ کہتے ہیں کہ خدا اعلیٰ ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی ہر صفت میں غیر اللہ کے مقابل پر اعلیٰ ہے اور ان معنوں کے لحاظ سے اس لفظ میں بھی ایک علوّ مرتبت پائی جاتی ہے جو ہر صفت کے ساتھ متعلق ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن کریم کی مختلف آیات کی روشنی میں جب ہم لفظ علوّ پر غور کرتے ہیں تو ایک خیال اس طرف بھی جاتا ہے کہ لفظ علوّ میں ایک تنزیہی رنگ پایا جاتا ہے یعنی فی الحقیقت سوائے خدا کے کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا اور جس کسی نے بھی علوّ کا دعویٰ کیا اُس نے جھوٹا دعویٰ کیا دوسرے اگر کوئی اعلیٰ بنا بھی ہے تو زمینی طور پر ادنیٰ صورت میں اعلیٰ بنا ہے لیکن فی الحقیقت اسے کوئی بلندی نصیب نہیں ہوئی۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی اعلیٰ بننا چاہتا ہے تو خدا کے حضور جھکنے کے نتیجہ میں اعلیٰ بن سکتا ہے وہ تب اعلیٰ ہو سکتا ہے جب اس کی نسبت خدا کی طرف ہو جائے ورنہ اس کے بغیر غیر اللہ کو کوئی علوّ نصیب نہیں ہو سکتا۔ ....

اس زمانہ کے تمام فسادات کا علاج

غرض جب ہم سجدہ میں سبحان ربیّ الاعلیٰ کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہیں تو اس میں زمانے کے تمام فسادات کا علاج موجود ہوتا ہے .... آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اگر آپ مومن رہیں گے اگر آپ اپنے سجدوں کو سچی حمد سے بھر دیں گے تو خدا کی قسم آپ ہی غالب رہیں گے، آپ ہی غالب رہیں گے۔ خدا تعالےٰ نے تکرار کے ساتھ آپ کو بتا رہا ہے کہ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! تم پر کسی اور قوم کو......... غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تم اعلیٰ ٹھہرو گے لیکن شرط یہ ہے کہ ربِ اعلیٰ کے حضور جھکے رہنا اور زمین میں علوّ کی تمنّا نہ کرنا کیونکہ زمین میں علو کی تمنا کرنے والے ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتے رہے ہیں۔

پس احباب جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس پہلو سے جماعت کی ترقی اور جماعت احمدیہ کا غلبہ اور جماعت احمدیہ کی فلاح وبہبود کا راز جماعت کے رکوع اور سجدے میں مضمر ہے آپ کا رکوع ربِ عظیم کے حضور جتنی عاجزی اختیار کرے گا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اتنی ہی زیادہ عظمتیں نصیب ہوں گی۔ آپ سجدوں میں ربِ اعلیٰ کے حضور جس قدر انتہائی انکساری اختیار کریں گے ربِ اعلیٰ کی طرف سے اُسی قدر علوّ نصیب ہوگا۔ نہ عظمتوں میں کوئی قوم آپ کا مقابلہ کر سکے گی نہ علو مرتبت میں کوئی قوم آپ کا مقابلہ کر سکے گی۔ اور اگر آپ رکوع اور سجدے کو لازم بنا لیں اور اُسے پکڑے رکھیں اور نہ تھکیں اور جان سے زیادہ عزیز بناتے ہوئے ان کے ساتھ چمٹیں رہیں تو ہمیشہ کے لئے آپ کی عظمتیں بھی بڑھتی رہیں گی اور آپ کا علو مرتبت بھی بڑھتا رہے گا کیونکہ ان ... رکوع اور سجدوں میں جس خدا کی عظمتوں کے آپ گیت گاتے ہیں اس کی عظمتوں کی کوئی انتہا نہیں آپ اس کی معرفت میں جتنی زیادہ ترقی کریں گے آپ کو اتنی زیادہ عظمتیں نصیب ہوتی چلی جائیں گی

نمازوں کی روح کو قائم کریں

پس جہاں میں جماعت کو بار بار نماز کی تلقین کر رہا ہوں وہاں نمازوں کو مغز اور روح سے بھرنے کی بھی تلقین کر رہا ہوں کیونکہ نماز سے مراد محض ظاہری قیام نہیں بلکہ نماز کی روح کو قائم کرنا مقصود ہے۔ اسی پہلو سے نماز کی حیثیت ویسی ہی ہوگی جیسے ایک پھل ہو جو رس سے بھرا ہوا ہو۔ اگر وہ رس سے بھرا ہوا نہیں رس سے خالی ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا وہ بعض دفعہ نقصان کا موجب بھی بن جاتا ہے جب ایک انسان نماز شروع کرتا ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہی ہے جیسے ایک سرکنڈا ہو جو دیکھنے میں خوبصورت نظر آتا ہے اور اس کی شکل نیشکر یعنی گنے سے ملتی ہے اگرچہ ظاہری صفات میں وہ گنے کی طرح نظر آتا ہے لیکن گنے کی طرح اس سے رس نہیں نکلتا تاہم ابتدائی حالت میں وہ بظاہر گنا ہی کہلائے گا اور نیشکر سے اس کی صفات ملتی جلتی ہوں گی۔ لیکن فی الحقیقت ان میں فرق ہوتا ہے۔ تو نماز کو صرف نماز کی ظاہری شکل دینا مقصود نہیں ہے وہ اگلے اقدامات کرنے بھی ضروری ہیں جن سے نماز رس سے بھرنے لگے اور اس کے اندر ایک روح پیدا ہو جائے اور نماز کو بھی ایک خلق آخر عطا ہو جائے، وہ اچانک مادی چیزوں سے نکل کر ایک زندہ اور روحانی چیز میں تبدیل ہو جائے۔ اس کے لئے ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہے چنانچہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں نماز کے ہر ہر لفظ پر جتنا بھی غور کیا جائے اتنا ہی یہ مضمون کھلتا چلا جاتا ہے اور بہت سی ایسی باتیں نظر آنے لگتی ہیں جن سے آپ کو نماز کے قائم کرنے میں مدد ملتی چلی جائے گی۔

نماز کے ہر ہر لفظ پر غور کریں

پس احباب کو چاہیئے کہ نماز کے ہر لفظ پر غور کریں اور اس کے معنی سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ کوئی ایک لفظ بھی نماز میں ایسا استعمال نہیں ہوا جس کے اندر گہرائی اور وسعت نہ پائی جاتی ہو۔ سجدوں کے بعد آپ بیٹھتے ہیں تو پہلا کلمہ خدا کے حضور یہ عرض کرتے ہیں التحیات للّٰہِ پھر کہتے ہیں والصلوٰت والطیبات۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ التحیات کیا چیز ہے؟ التحیات کا مطلب ہے تحفے، تو جب آپ التحیات کہتے ہیں تو فوراً ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں عاجز اور حقیر انسان خدا سے مانگنے نکلا تھا اسی کی چوکھٹ پر سر رکھ دیا میں اس کے حضور بھلا کیا تحفے پیش کروں گا۔ پھر التحیات للّٰہ کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ ہر قسم کے تحفے دراصل [illegible] جب آپ غور کرنے لگیں گے تو

نماز کی نئی لذت آپ کو نصیب ہو جائے گی۔ نماز کو عمدگی سے ادا کرنے کے نئے طریق آپ کو مل جائیں گے۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تحفہ تو ایک ایسی چیز کو کہتے ہیں جس میں جبر کا کوئی پہلو نہ ہو، کراہت کا کوئی پہلو نہ ہو کیونکہ اس میں تو محبت کے سوا اور کوئی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا یہ جذبہ ہی ہے جو انسان کو اپنی ایک چیز چھوڑ کر اُسے دوسرے کی طرف منتقل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ تحفہ کے سوا کسی اور انتقال میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ پس خالصتہً محبت اور پیار کے طور پر جو چیز پیش کی جاتی ہے اس کا نام تحفہ ہے اور پیار سے جو چیز پیش کی جاتی ہے اسی میں اکتاہٹ پیدا نہیں ہو سکتی، اس میں بیزاری پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ سجا کر اور خوب سنوار کر پیش کی جاتی ہے

غرض جب کہا جاتا ہے التحیات للّٰہ تو سب سے پہلے التحیات کا اطلاق نمازوں پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے معاً بعد فرمایا والصلوٰت والطیبات کہ تم اپنی نمازوں کو تحفے بنا کر پیش کرو۔ نماز کو بیگار کے طور پر ادا نہ کیا کرو یعنی اس طرح نہ پڑھا کرو کہ گویا تم مجبور ہو اور کسالی کی حالت میں خدا کے سامنے یہ نماز پیش کر رہے ہو جب کہ دل اس میں شامل نہیں، گویا ایک چٹی ہے جسے کسی نے ادا کیا اور فارغ ہو کر باہر چلا گیا اگر کسی کی نماز کے پیچھے یہ روح کارفرما ہے تو یہ التحیات کہلا ہی نہیں سکتی۔ پس جہاں التحیات کے یہ معانی انسان پر کھلتے ہیں وہاں ایک خطرے کا الارم بھی بجنا شروع ہو جاتا ہے، اچانک مومن لرز اٹھتا ہے کہ جو نمازیں میں نے پڑھی ہیں انکو میں تحفے کہہ بھی سکتا ہوں؟ ان میں وہ بات اور وہ شان پائی بھی جاتی ہے جو تحفوں کی شان کہلاتی ہے اور پھر کس کے حضور پیش کر رہا ہوں ربی العظیم اور ربی الاعلیٰ کے حضور؟ اور اس کو تحفہ کہہ رہا ہوں جو کچھ میں نماز میں پڑھ رہا ہوں؟ چنانچہ انسان کی توجہ اچانک اس طرف مبذول ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کا کھوج لگانے لگ جاتا ہے کہ کہیں یہ نیشکر کی جگہ سرکنڈے تو نہیں جنہیں میں سجا کر خدا کے حضور لے جا رہا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے کوئی رس نہ نکلے یا ایسے پھل تو نہیں جو کھٹے ہوں یا جو گل سڑ چکے ہوں۔ ان کے اندر روح اور مواد تھوڑا رہ گیا ہو اور ضرر پہنچانے والی چیزیں زیادہ پیدا ہو گئی ہوں اور یہ جو فرمایا لا یذکرون اللّٰہ الّا قلیلاً کہیں میری نمازوں پر تو یہ مضمون صادق نہیں آ رہا کہ پھل والی چیز تو بہت تھوڑی ہے اور پھل کو نقصان پہنچانے والے اجزا زیادہ ہو گئے ہوں۔ پھر انسان کا تصور کھلیان کی طرف بھی جا سکتا ہے۔ کبھی انسان اپنے کھیتوں کی چیزیں مثلاً چاول گندم وغیرہ کھلیان سے نکالتا ہے اور اپنے کسی محبوب کے حضور تحفے کے طور پر پیش کرنے کے لئے جاتا ہے ایسے میں اُسے اچانک خیال آئے کہ یہ تو سب کیڑے نے کھا لیا تھا اس کو تو سسری نے

تباہ کر کے رکھ دیا تھا یہ تو صرف گندگی کا ڈھیر ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں تو ایسا تحفہ دینے والے کا اگر احساس تیز ہے اور اس کا شعور بیدار رہے تو ہو سکتا ہے وہ عرق ندامت میں غرق ہو کر رہ جائے اس خیال اور اس احساس کی وجہ سے کہ کسی پیارے کے حضور یہ چیز تحفہ کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے؟ ہاں اگر دل میں دھوکا کی نیت رکھتا ہے تو شاید اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ دھوکا چل جائے گا میں بادشاہ کے حضور نذر گزران آؤں گا اس کے بعد دیکھی جائے گی باکیا پتہ چلتا ہے کہ کیا ہوا اس لئے وہ ایک گندی چیز کو بھی بڑی اچھی طرح سجا کر لے جاتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسی نمازوں کے متعلق قرآن کریم نے یہی لفظ استعمال کیا فرمایا :۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ۔ (البقرہ ۹)

یہ بے وقوف تحفے پیش کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ یہ گندے ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ کیڑوں نے کھائے ہوئے ہیں ان کے اندر کچھ بھی نہیں رہا پھر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کو دھوکہ دے دیں گے۔ پس دھوکے کا مضمون اگر دل سے نکل جائے اور انسان کو اپنی نماز کا عرفان نصیب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ چاہے تو وہی گندی اور ناکارہ چیز بھی قبول فرما سکتا ہے لیکن دھوکا دے کر نہیں بلکہ عجز کے ساتھ پیش کرنا ضروری ہے۔ ایک انسان کے پاس اور کچھ نہیں ہے وہ کوشش بھی کرتا ہے لیکن اس کو کچھ نصیب نہیں ہوتا پھر بھی جو کچھ اس کے پاس ہے اس کو سمیٹ کر اس میں سے جو اچھی چیز ہے وہ اپنے پیارے کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ تو اس پر تحفے کا لفظ اطلاق پائے گا۔ لیکن دھوکا دینے والے پر اطلاق نہیں پائے گا۔

پس یہ درست ہے کہ ہر انسان کی نماز کی کیفیت الگ ہوتی ہے اور جس نماز کو کامل تحفہ کہا جاتا ہے ویسی نماز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی مگر اس کے باوجود اگر دھوکے کا پہلو بیچ میں سے نکال دیا جائے اور انسان پورے عرفان اور عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور یہ عرض کرے کہ اے خدا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن دیانت داری سے میں تجھ سے پیار کرنا چاہتا ہوں، دیانت داری سے تیرے حضور کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں تو اس کرم خوردہ سامان کو قبول فرما لے، میری ان کمزور نمازوں میں جان ڈال دے کیونکہ جسے تو قبول فرمالے گا اُسے عظمت مل جائے گی۔ اس مضمون کا گہرا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات سے ہے اس لئے سچ مچ اپنی عبادتوں کو خوبصورت اور حسین بنانا چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے طریق سیکھو کیونکہ التحیات للہ والصلوات والطیبات کے معاً بعد فرمایا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اے نبیٔ کامل! تحفے تو تُو نے پیش کئے تھے۔ صلوات اور طیبات پیش کرنے کا حق تو تُو نے ادا کیا تھا اس لئے تجھ پر سلامتی ہو اور پھر ان مومنین پر سلامتی ہو جنہوں نے تجھ سے گُر سیکھے اور تجھ سے فیض پایا۔

نماز کے ہر کلمہ میں گہرا فلسفہ اور پیغام

غرض جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نماز کے ہر ہر کلمہ میں اور نماز کی ہر ادا میں ایک گہرا فلسفہ اور بڑے گہرے پیغامات پائے جاتے ہیں اور ہر ہر کلمے پر لامتناہی ترقیات کے دروازے کھلتے ہیں ایسے ایسے روحانی جہان کھلتے ہیں جن کی سیر خود اپنی ذات میں لامتناہی ہو جاتی ہے انسان اگر ساری عمر نماز پڑھتا رہے اور عرفان حاصل کرتا رہے یعنی ان نمازوں میں ڈوب کر پڑھتا رہے تب بھی حقیقت یہ ہے کہ وہ اس عالم کی پوری سیر نہیں کر سکتا لیکن جسے سیر کے مواقع ملے ہوں اور غفلت کی حالت میں ہی گزر جائے تو اس بیچارے کے پلے کیا پڑے گا اس کے ہاتھ میں کیا آئے گا اس لئے جب ان سب باتوں پر انسان غور کرتا ہے تو اس کے اندر مزید عجز پیدا ہوتا ہے اس کا وجود خدا کے حضور اور زیادہ رکوع میں چلا جاتا ہے اور اس کی روح اور زیادہ سجدہ ریز ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی نمازوں میں رکوع اور سجود کی کیفیت پیدا کریں اور خدا تعالیٰ کی حمد کے وہ گیت گائیں جس کے نتیجہ میں خدا خود فرمائے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ اللہ تعالیٰ نے سُن لی اپنے ان بندوں کی دعا جنہوں نے اس کی تعریف کی اور اس کی حمد کے گیت گائے۔

دعائے مغفرت

- خاکسار کی والدہ محترمہ بشارت خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم میاں عبد المجید مرحوم (سابق امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر) مورخہ ۱۶ رجون ۱۹۸۶ء لمبی بیماری کے بعد ۸۳ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ بہت ہی نیک تہجد گزار سلسلہ کی فدائی خاتون تھیں۔ اور ابتدائی موصیوں میں سے تھیں۔ ان کا جنازہ فیصل آباد سے ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں گولبازار میں بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (مبشر احمد مبشر فیصل آباد)

عید الاضحیہ کے ضروری مسائل

ہمارے لیے دو عیدیں مقرر ہیں۔ ایک عید الفطر ہے جو رمضان کے گزرنے کے بعد یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ دوسری حج کے دوسرے دن دسویں ذوالحج کو آتی ہے اس کا نام "عید الاضحیہ" یعنی قربانیوں کی عید ہے۔ یہ بڑی عید کے نام سے مشہور ہے اس روز حج کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قربانی کی یاد منائی جاتی ہے۔ اس میں ہم قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اور حسب استطاعت خوشیاں مناتے ہیں۔

نماز عید کی تیاری اس سے بھی زیادہ اہتمام سے ہونی چاہیئے جتنی کہ جمعہ کی تیاری کی جاتی ہے۔ اس دن غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے جائیں اور خوشبو استعمال کی جائے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ انسان اس دن صاف ستھرا اور خوش باش نظر آئے۔ حسب توفیق اچھا کھانا پکایا جائے۔ عید الاضحیہ میں بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد کچھ کھایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔

عید کی نماز اگر کھلے میدان میں ادا کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دینی مظاہرہ کے علاوہ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے جگہ کی تنگی کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ تاہم بڑی جگہ کے اندر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

نماز کا وقت نیزہ بھر سورج اوپر آجانے سے لے کر زوالِ آفتاب تک رہتا ہے لیکن جلد نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے پہلے دن اس وقت میں نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الاضحیہ کے دوسرے یا تیسرے دن تک اس وقت میں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

عید کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں بلکہ عید گاہ میں وہ عورتیں بھی آئیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی گو وہ نماز میں شامل نہ ہوں گی لیکن خطبہ سنتے اور دوسری دعاؤں میں حصہ لیں گی یہ نماز صرف جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے اکیلے پڑھنا جائز نہیں۔ اور نہ ہی ایک عید گاہ میں دوسری بار جائز ہے۔ ایک جگہ میں ایک ہی دفعہ نماز عید ہو گی۔ جو شخص التحیات میں سلام پھیرنے سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے گا اس کی نماز ہو جائے گی۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اٹھ کر اپنی دو رکعتیں پوری کرے اور ان میں حسب دستور تکبیریں بھی کہے۔

اس کے پڑھنے کا طریق یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر سات تکبیریں کہی جائیں۔ امام بلند آواز سے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے گا اور مقتدی آہستہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کر کے سیدھے چھوڑ دیئے جائیں ساتویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائیں اور امام قرأت شروع کر دے پھر دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اسی طرح پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔ اگر امام بھول جائے اور یہ تکبیریں نہ کہے تو اس غلطی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری ہو گا۔ لیکن اگر تکبیروں کی گنتی میں فرق پڑ جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری نہیں۔

نماز کے بعد امام عید کا خطبہ پڑھے گا۔ یہ خطبہ جمعہ کی طرح دو حصوں میں پڑھا جاتا ہے دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا چاہیئے لیکن اگر ایک دفعہ دونوں خطبے دیئے جائیں تب بھی جائز ہے۔

خطبہ چونکہ نماز عید کا ایک حصہ ہے اس لئے اس کا سننا ضروری ہے اور مقتدیوں کو سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے خطبہ کے اختتام پر دعا کے بعد گھر جانا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ میدان عید سے واپسی کے وقت آپؐ دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ غالباً اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ کسی قوم کا اجتماع یا تہوار اس کی شان و شوکت کے اظہار کا موجب ہوتا ہے اس لئے نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستہ سے واپس آئیں۔

عید الاضحیہ کی نماز کے لئے جاتے اور واپس آتے ہوئے تکبیریں کہنی چاہیئیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"زینوا اعیادکم بالتکبیر"

کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت دو!

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔"

یہی تکبیریں نویں ذوالحج کی صبح سے لے کر تیرھویں کی عصر یعنی یوم الحج اور ایام تشریق میں نماز با جماعت کے بعد امام اور مقتدی

سب بلند آواز سے کہیں عید الاضحیہ کی نماز کے بعد بھی تین دفعہ یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں اس کے علاوہ ان دنوں میں دوسرے اوقات میں بھی تکبیر وتحمید کرتے رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دستور تھا کہ جب مومنوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے ملتی تھیں تو تکبیر کہتی تھیں۔ مومن ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ اٹھتے بیٹھتے تکبیریں کہتے۔ کام میں لگتے تو تکبیر کہتے جیسا کہ عید کے نام سے ظاہر ہے یہ قربانیوں کی عید ہے اس موقعہ پر قربانی سنت مؤکدہ ہے جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو ضرور دے

قربانی کے جانور میں کوئی نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ لنگڑا نہ ہو، بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ اگر مغز سلامت ہو اور خول اوپر سے اتر گیا ہو تو حرج نہیں۔ اسی طرح کان کٹا ہوا نہ ہو لیکن اگر اوپر سے تھوڑا ساکٹا ہوا ہو جیسے لوگ خوبصورتی کے لئے کاٹ دیتے ہیں تو جائز ہے۔

قربانی دینے کے لیے بکرے، اور چھترے کی عمر ایک سال اور دنبہ کی عمر کم از کم چھ ماہ ہونی چاہیئے۔ بشرطیکہ اچھے پلے ہوئے جانور ہوں دبلے اور لاغر نہ ہوں۔ گائے کی عمر دو سال اور اونٹ کی پانچ سال ہونی چاہیئے۔

ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے یا دنبے کی قربانی کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی میں وسعت ہو تو زیادہ جانور بھی ذبح کئے جا سکتے ہیں۔

بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے ہے اس میں اپنے کنبے کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے گائے یا اونٹ میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ آئمہ کا خیال ہے کہ ایک حصہ ایک خاندان کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص غرباء کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو یہ بھی موجب ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی دیا کرتے تھے۔

جس شخص نے قربانی دینی ہو اسے چاہیئے کہ ذوالحج کی پہلی تاریخ سے قربانی کرنے تک حجامت نہ بنوائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔

قربانی نماز عید ادا کرنے کے بعد کرنی چاہیئے اس سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور قربانی میں شمار نہ ہوگا۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ۱۲ ذوالحج کو ختم ہوتا ہے بعض آئمہ کے نزدیک ۱۳ تاریخ کی عصر تک بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت فضل عمر اور کچھ اور بزرگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر انسان سفر پر ہو یا کوئی اور مشکل درپیش ہو اور وقت مقررہ پر قربانی نہ ہو سکے تو ذوالحج کے سارے مہینے میں ہو سکتی ہے۔

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں اگر کوئی کسی دوسرے سے ذبح کروالے تب بھی قربانی ہو جاتی ہے تاہم اگر کوئی خاص عذر نہ ہو تو خود ذبح کرنا زیادہ بہتر ہے

قربانی کے گوشت کے استعمال اور تقسیم پر کوئی پابندی نہیں جس طرح چاہیں استعمال کریں خود کھائیں دوسروں کو دیں اور غرباء میں تقسیم کریں اگر کوئی سکھا کر محفوظ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے بہتر ہے کہ ایک حصہ غرباء میں تقسیم کر دے۔ ایک اپنے لئے رکھے اور ایک رشتہ داروں اور دوست احباب کو بھجوائیں۔

قربانی کی کھال کو بیچ کر اس کی قیمت اپنی ذات پر خرچ نہیں کی جا سکتی البتہ جماعتی کاموں میں صرف کی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت

محترم ڈاکٹر عبد الغفور خان کرک مینجنگ ڈائریکٹر پاک ریز ایکسرے کلینک لاہور ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء کی شب بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اگلے روز ۲۴ جولائی کو ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں بعد نماز عصر البیت المبارک میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مرحوم موصی تھے اسی لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم ڈاکٹر صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ احمدیت سے فدایت کی حد تک لگاؤ رکھنے والے اور سلسلہ کا سچا درد رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ مرحوم خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار تھے اور نہایت خلیق اور ملنسار واقع ہوئے تھے۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب مکرم ڈاکٹر عبد الغنی خان کرک رفیق حضرت اقدس کے بیٹے اور مکرم شیخ عبد الرشید صاحب بٹالوی رفیق حضرت اقدس کے داماد تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم ڈاکٹر صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔

جماعتیں ہفتہ تحریک جدید منائیں

ٹارگٹ کے حصول کے لئے وعدوں اور وصولی میں جو کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرنے کے لئے جماعتیں ۵ ستمبر ۱۹۸۶ء تا ۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء خصوصی ہفتہ تحریک جدید منائیں۔

(وکیل المال اوّل)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل ۲۶۰۸۴ :۔ میں فرحت جہاں زوجہ خدابخش ناصر قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر ۲۸ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۶/۴/۱۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمد پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ۱۔ حق مہر پانچ ہزار روپے (۲) زیور طلائی ۲۶ گرام مالیتی ۱۳۲۰۰/- ہے کل جائیداد ۱۸۲۰۰/- روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت خورد ونوش مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ فرحت جہاں کوارٹر ۲۸ صدر انجمن احمدیہ۔

گواہ شد نمبر ۱:۔ مولابخش وصیت ۹۱۰۹

" نمبر ۲:۔ خدابخش ناصر خاوند موصیہ۔

مسل ۲۶۰۸۵ :۔ میں منصورہ فرحت رشید زوجہ ڈاکٹر رشید محمد راشد ایم بی بی ایس قوم چوہان راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمن کالونی ربوہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۶/۲/۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیور ۶ تولہ مالیتی ۱۲۰۰۰/- روپے

۲۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم ۱۵۰۰۰/- روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ :۔ منصورہ فرحت رشید زوجہ ڈاکٹر رشید محمد راشد ایم بی بی ایس دارالرحمن کالونی ربوہ

گواہ شد نمبر ۱:۔ ڈاکٹر رشید محمد راشد وصیت ۲۲۵۰۲ خاوند موصیہ

" نمبر ۲:۔ ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد وصیت ۱۴۷۸۰

مسل ۲۶۰۸۶ :۔ میں خواجہ مظفر احمد ولد خواجہ غلام مصطفیٰ صاحب قوم کشمیری پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۵/۱۱/۱۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت

میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

العبد:۔ خواجہ منظور احمد ولد خواجہ غلام مصطفےٰ جامعہ احمدیہ ربوہ

گواہ شد نمبر ۱:۔ محمد ارشاد انور وصیت ۲۵۲۱۶

" " نمبر ۲:۔ مبشر احمد ایاز وصیت ۲۳۱۳۳

مسل ۲۶۰۸۷۔ میں عبدالرحمٰن ولد چوہدری اللہ بخش صاحب مرحوم قوم کلجٹ پیشہ فارغ عمر ۸۲ سال بیعت ۱۹۳۵ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۲/۸۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی

اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) سکنی مکان برقبہ ایک کنال مالیتی ۶۰ ہزار روپے (۲) نقد رقم ۲۲۰۰۰/- جس کی ۶ ایکڑ زمین رہن لی ہے مبلغ ۱۵۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا ہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

العبد:۔ عبدالرحمن ولد چوہدری اللہ بخش صاحب ۲/۸ دارالیمن وسطی ربوہ

گواہ شد نمبر ۱:۔ چوہدری رشید احمد صدر موصیان دارالیمن غربی ربوہ

" " نمبر ۲:۔ چوہدری بشیر احمد سیکرٹری مال دارالیمن غربی ربوہ

مسل ۲۶۰۸۹:۔ میں فتح محمد ولد خیر الدین صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۷۸ء ساکن شیرے والا ضلع لیہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۸۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ۴۰ ایکڑ بارانی مالیتی ۱۶۰۰۰/- روپے (۲) مکان برقبہ تین مرلہ مالیتی تین ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے۔ میں تازیست

اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد :۔ فتح محمد ولد خیر الدین ساکن نوازش نگر گڑھا موڑ ضلع جھنگ
گواہ شد نمبر ۱ :۔ حمید اللہ خاں مربی سلسلہ احمدیہ دارالذکر
نمبر ۲ :۔ عبدالستار وصیت ۱۶۳۳۷ -

مسل ۲۶۰۸۹ ۔ میں ادریس ولد علی چیرو قوم سمانہ پیشہ تعلیم عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۶۶ء ساکن ایوری کوسٹ حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ "فی الحال کوئی نہیں ہے"

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

العبد :۔ ادریس چیرو ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ : عبدالغفار آف غانا : گواہ شد نمبر ۲ :۔ محمود ناصر ثاقب وصیت ۲۵۰۹۹ -

مسل نمبر ۲۶۰۹۰ :۔ میں عمر الدین ولد چوہدری دیوان علی صاحب قوم پیشہ زمینداری عمر ۷۸ سال بیعت ۱۹۲۰ ساکن ۳۶۸/ٹی ڈی اے ضلع لیہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۸۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے

۱- زرعی زمین ۱۷ ایکڑ مالیتی ۱۷۰۰۰۰ ہزار روپے واقع چک نمبر ۲۶۸/ٹی ڈی اے ضلع لیہ (۲) مکان مالیتی ۵۰۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۳۳۰۰/- روپے سالانہ آمد آنہ جائیداد مندرجہ بالا سے ہے تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
۱۲/۷/۸۲

العبد:- عمرالدین چک ۳۶۸ ٹی ڈی اے پی او رحمن آباد چک ۳۶۶ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ۔ گواہ شد نمبر ۱:- عبدالماجد ولد عبدالمالک صاحب کوارٹر ۳ صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد نمبر ۲:- محمد سرور ولد محمد الدین پسر موصی چک ۳۶۸ ٹی ڈی اے ضلع لیہ۔

درخواست دعا

محترم عبدالرحمن خان صاحب آف کوئٹہ اپنے لئے اور مکرم عبدالماجد خان صاحب مکرم رفیع احمد صاحب اور مکرم ظہیرالدین صاحب کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔